علامہ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ جمال کرم لاہور

معاملات

معاملات نہ ہوں گر درست انسان کے
تو جانور سے بھی بدتر ہے آدمی کی حیات

عورت کیا ہے؟

عورت: خدا کی بڑی بڑی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

عورت: دنیا کی آباد کاری اور دینداری میں مردوں کے ساتھ تقریباً برابر کی شریک ہے۔

عورت: مرد کے دل کا سکون، روح کی راحت، ذہن کا اطمینان، بدن کا چین ہے۔

عورت: دنیا کے خوبصورت چہرہ کی ایک آنکھ ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو دنیا کی صورت کانی ہوتی۔

عورت: حضرت آدم علیہ السلام وحضرت حوا علیہا السلام کے سوا تمام انسانوں کی ''ماں'' ہے اس لئے وہ سب کے لئے قابل احترام ہے۔

عورت: کا وجود انسانی تمدن کے لئے بے حد ضروری ہے۔ اگر عورت نہ ہوتی تو مردوں کی زندگی جنگلی جانوروں سے بدتر ہوتی۔

عورت: بچپن میں بھائی بہنوں سے محبت کرتی ہے۔ شادی کے بعد شوہر سے محبت کرتی ہے۔ ماں بن کر اپنی اولاد سے محبت کرتی ہے۔ اس لئے عورت دنیا میں پیار و محبت کا ایک ''تاج محل'' ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

عورت اسلام سے پہلے

اسلام سے پہلے عورتوں کا حال بہت خراب تھا۔ دنیا میں عورتوں کی کوئی عزت و وقعت ہی نہیں تھی۔ مردوں کی نظر میں اس سے زیادہ عورتوں کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی کہ وہ مردوں کی نفسانی خواہش پوری کرنے کا ایک "کھلونا" تھیں، عورتیں دن رات مردوں کی قسم قسم کی خدمت کرتی تھیں۔ اور طرح طرح کے کاموں سے یہاں تک کہ دوسروں کی محنت مزدوری کر کے جو کچھ کماتی تھیں وہ بھی مردوں کو دے دیا کرتی تھیں مگر ظالم مرد پھر بھی ان عورتوں کی کوئی قدر نہیں کرتے تھے۔ بلکہ جانوروں کی طرح ان کو مارتے پیٹتے تھے۔ ذرا ذرا سی بات پر عورتوں کے کان ناک وغیرہ اعضاء کاٹ لیا کرتے تھے اور کبھی کبھی قتل بھی کر ڈالتے تھے۔ عرب کے لوگ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور باپ کے مرنے کے بعد اس کے لڑکے جس طرح باپ کی جائیداد اور سامان کے مالک ہو جایا کرتے تھے اسی طرح اپنے باپ کی بیویوں کے بھی مالک بن جایا کرتے تھے اور ان عورتوں کو زبردستی لونڈیاں بنا کر رکھ لیا کرتے تھے۔ عورتوں کو ان کے ماں باپ، بھائی، بہن یا شوہر کی میراث میں سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا نہ عورتیں کسی چیز کی مالک ہوا کرتی تھیں۔ عرب کے بعض قبیلوں میں یہ ظالمانہ دستور تھا کہ بیوہ ہو جانے کے بعد عورتوں کو گھر سے باہر نکال کر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک جھونپڑے میں ایک سال تک قید میں رکھا جاتا تھا۔ وہ جھونپڑے سے باہر نہیں نکل سکتی تھیں، نہ غسل کرتی تھیں، نہ کپڑے بدل سکتی تھیں۔ کھانا پانی، اور اپنی ساری ضرورتیں اسی جھونپڑے میں پوری کرتی تھیں۔ بہت سی عورتیں تو گھٹ گھٹ کر مر جاتی تھیں اور جو زندہ بچ جاتی تھیں تو ایک سال کے بعد ان کے آنچل میں اونٹ کی مینگنیاں ڈال دی جاتی تھیں اور ان کو مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ کسی جانور کے بدن سے اپنے بدن

کو رگڑیں پھر سارے شہر کا اسی گندے لباس میں چکر لگائیں اور اِدھر اُدھر اونٹ کی مینگنیاں پھینکتی ہوئی چلتی رہیں۔ یہ اس بات کا اعلان ہوتا تھا کہ ان عورتوں کی عدت ختم ہوگئی ہے۔ اسی طرح کی دوسری بھی طرح طرح کی خراب اور تکلیف دہ رسمیں تھیں جو غریب عورتوں کے لئے مصیبتوں اور بلاؤں کا پہاڑ بنی ہوئی تھیں اور بے چاری مصیبت کی ماری عورتیں گھٹ گھٹ کر اور رو رو کر اپنی زندگی کے دن گزارتی تھیں اور ہندوستان میں تو بیوہ عورتوں کے ساتھ ایسے ایسے درد ناک ظالمانہ سلوک کیے جاتے تھے کہ جن کو سوچ سوچ کر کلیجہ منہ کو آجاتا ہے۔ ہندودھرم میں ہر عورت کے لئے فرض تھا کہ وہ زندگی بھر قسم قسم کی خدمتیں کر کے ''پتی پوجا'' (شوہر کی پوجا) کرتی رہے اور شوہر کی موت کے بعد اس کی ''چِتا'' کی آگ کے شعلوں پر زندہ لیٹ کر ''ستی'' ہو جائے یعنی شوہر کی لاش کے ساتھ زندہ عورت بھی جل کر راکھ ہو جائے۔ غرض پوری دنیا میں بے رحم اور ظالم مرد عورتوں پر ایسے ایسے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے تھے کہ ان ظلموں کی داستان سن کر ایک دردمند انسان کے سینے میں رنج و غم سے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ ان مظلوم اور بیکس عورتوں کی مجبوری و لاچاری کا یہ عالم تھا کہ سماج میں نہ ان عورتوں کے کوئی حقوق تھے نہ ان کی مظلومیت پر داد و فریاد کے لئے کسی قانون کا کوئی سہارا تھا۔ ہزاروں برس تک یہ ظلم و ستم کی ماری دکھیاری عورتیں اپنی اس بیکسی اور لاچاری پر روتی بلبلاتی اور آنسو بہاتی رہیں مگر دنیا میں کوئی بھی ان عورتوں کے زخموں پر مرہم رکھنے والا اور ان کی مظلومیت کے آنسوؤں کو پونچھنے والا دور دور تک نظر نہیں آتا تھا۔ نہ دنیا میں کوئی بھی ان کے دکھ درد کی فریاد کو سننے والا تھا نہ کسی کے دل میں ان عورتوں کے لئے بال برابر بھی رحم و کرم کا کوئی جذبہ تھا۔ عورتوں کے اس حال زار پر انسانیت رنج و غم سے بے چین اور بے قرار تھی مگر اس کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ وہ رحمت خداوندی کا انتظار کرے کہ ارحم الراحمین غیب سے کوئی ایسا سامان پیدا فرما دے کہ اچانک ساری دنیا میں ایک انوکھا انقلاب نمودار ہو جائے اور لاچار عورتوں کا سارا دکھ درد دور ہو کر ان کا بیڑا پار ہو جائے چنانچہ رحمۃ اللعالمین کی رحمت کا آفتاب جب طلوع ہو گیا تو ساری

دنیا نے اچانک یہ محسوس کیا کہ

جہاں تاریک تھا، ظلمت کدہ تھا، سخت کالا تھا
کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اجالا تھا

عورت اسلام کے بعد

جب ہمارے رسول رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خدا کی طرف سے دین اسلام لے کر تشریف لائے تو دنیا بھر کی ستائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا اور اسلام کی بدولت ظالم مردوں کے ظلم وستم سے کچلی اور روندی ہوئی عورتوں کا درجہ اس قدر بلند و بالا ہو گیا کہ عبادات و معاملات بلکہ زندگی اور موت کے ہر مرحلہ اور ہر موڑ پر عورتیں مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہو گئیں اور مردوں کی برابری کے درجہ پر پہنچ گئیں۔ مردوں کی طرح عورتوں کے بھی حقوق مقرر ہو گئے۔ اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے خداوندی قانون آسمان سے نازل ہو گئے۔ اور ان کے حقوق دلانے کے لئے اسلامی قانون کی ماتحتی میں عدالتیں قائم ہو گئیں۔ عورتوں کو مالکانہ حقوق حاصل ہو گئے چنانچہ عورتیں اپنے مہر کی رقموں، اپنی تجارتوں، اپنی جائیدادوں کی مالک بنا دی گئیں اور اپنے ماں باپ، بھائی بہن، اولاد اور شوہروں کی میراثوں کی وارث قرار دی گئیں۔ غرض وہ عورتیں جو مردوں کی جوتیوں سے زیادہ ذلیل و خوار، اور انتہائی مجبور و لاچار تھیں وہ مردوں کے دلوں کا سکون اور ان کے گھروں کی ملکہ بن گئیں چنانچہ قرآن مجید نے صاف صاف لفظوں میں اعلان فرما دیا کہ

خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط — اللہ نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیویاں پیدا کردیں تاکہ ان سے تسکین حاصل ہو اور اس نے تمہارے درمیان محبت و شفقت پیدا کر دی۔

اب کوئی مرد بلا وجہ نہ عورتوں کو مار پیٹ سکتا ہے، نہ ان کو گھروں سے نکال سکتا ہے نہ کوئی ان کے مال و اسباب یا جائیدادوں کو چھین سکتا ہے، بلکہ ہر مرد مذہبی طور پر عورتوں کے حقوق ادا

کرنے پر مجبور ہے چنانچہ خداوند قدوس نے قرآن مجید میں فرمایا کہ

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ بقرہ رکوع 28) عورتوں کے مردوں پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر، اچھے سلوک کے ساتھ۔

اور مردوں کے لئے یہ فرمان جاری فرمادیا کہ

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورہ نساء رکوع 3) اور اچھے سلوک سے عورتوں کے ساتھ زندگی بسر کرو۔

تمام دنیا دیکھ لے کہ دین اسلام نے میاں بیوی کی اجتماعی زندگی کی صدارت اگرچہ مرد کو عطا فرمائی ہے اور مردوں کو عورتوں پر حاکم بنادیا ہے تاکہ نظام خانہ داری میں اگر کوئی بڑی مشکل آن پڑے تو مرد اپنی خداداد طاقت وصلاحیت سے اس مشکل کو حل کر دے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہاں مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر واجب کر دیئے ہیں۔ وہاں عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیئے ہیں اس لئے عورت اور مرد دونوں ایک دوسرے کے حقوق میں جکڑے ہوئے ہیں تاکہ دونوں ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کر کے اپنی اجتماعی زندگی کو شادمانی و مسرت کی جنت بنادیں۔ اور نفاق وشقاق اور لڑائی جھگڑوں کے جہنم سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائیں۔

عورتوں کو درجات ومراتب کی اتنی بلند منزلوں پر پہنچا دینا، یہ حضور نبی رحمت ﷺ کا وہ احسان عظیم ہے کہ تمام دنیا کی عورتیں اگر اپنی زندگی کی آخری سانس تک اس احسان کا شکریہ ادا کرتی رہیں پھر بھی وہ اس عظیم الشان احسان کے شکرگزاری کے فرض سے سبکدوش نہیں ہوسکتیں ۔سبحان اللہ! تمام دنیا کے محسن اعظم حضور نبی اکرم ﷺ کی شان رحمت کا کیا کہنا!

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا — وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ماوئی ضعیفوں کا ملجی!

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ!

عورت کی زندگی کے چار دور

عورت کی زندگی کے راستہ میں یوں تو بہت سے موڑ آتے ہیں، مگر اس کی زندگی کے چار دور خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

(1) عورت کا بچپن (2) عورت بالغ ہونے کے بعد

(3) عورت بیوی بن جانے کے بعد (4) عورت ماں بن جانے کے بعد۔

اب ہم عورت کے ان چاروں زمانوں کا اور ان وقتوں میں عورت کے فرائض اور اس کے حقوق کا مختصر تذکرہ صاف صاف لفظوں میں تحریر کرتے ہیں، تاکہ ہر عورت ان حقوق وفرائض کو ادا کر کے اپنی زندگی کو دنیا میں بھی خوشحال بنائے اور آخرت میں بھی جنت کی لازوال نعمتوں اور دولتوں سے سرفراز و مالا مال ہو جائے۔

1- عورت کا بچپن

عورت بچپن میں اپنے ماں باپ کی پیاری بیٹی کہلاتی ہے۔ اس زمانے میں جب تک وہ نابالغ بچی رہتی ہے، شریعت کی طرف سے نہ اس پر کوئی چیز فرض ہوتی ہے نہ اس پر کسی قسم کی ذمہ داریوں کا کوئی بوجھ ہوتا ہے۔ وہ شریعت کی پابندیوں سے بالکل آزاد رہتی ہے اور اپنے ماں باپ کی پیاری اور لاڈلی بیٹی بنی ہوئی کھاتی پیتی، پہنتی اوڑھتی، اور ہنستی کھیلتی رہتی ہے اور وہ اس بات کی حقدار ہوتی ہے کہ ماں باپ، بھائی بہن اور سب رشتہ ناطہ والے اس سے پیار و محبت کرتے رہیں اور اس کی دل بستگی اور دل جوئی میں لگے رہیں اور اس کی صحت وصفائی، اور اس کی عافیت اور بھلائی میں ہر قسم کی انتہائی کوشش کرتے رہیں تاکہ وہ ہر قسم کی فکروں اور رنجوں سے فارغ البال، اور ہر وقت خوش وخرم اور خوش حال رہے۔ جب وہ کچھ بولنے لگے تو ماں باپ پر لازم ہے کہ اس کو اللہ ورسول کا نام سنائیں پھر اس کو کلمہ وغیرہ پڑھائیں۔ جب وہ کچھ

اور زیادہ سمجھ دار ہو جائے تو اس کو صفائی ستھرائی کے ڈھنگ اور سلیقے سکھائیں۔ اس کو نہایت پیار و محبت اور نرمی کے ساتھ انسانی شرافتوں کی باتیں بتائیں اور اچھی اچھی باتوں کا شوق، اور بری باتوں سے نفرت دلائیں۔ جب پڑھنے کے قابل ہو جائے تو سب سے پہلے اس کو قرآن شریف پڑھائیں جب کچھ اور زیادہ ہوشیار ہو جائے تو اس کو پاکی و ناپاکی، وضو و غسل وغیرہ کا اسلامی طریقہ بتائیں اور ہر بات اور ہر کام میں اس کو اسلامی آداب سے آگاہ کرتے رہیں ۔جب وہ سات برس کی ہو جائے تو اس کو نماز وغیرہ ضروریاتِ دین کی باتیں تعلیم کریں اور پردہ میں رہنے کی عادت سکھائیں اور برتن دھونے، کھانے پکانے، سینے پرونے اور چھوٹے موٹے گھریلو کاموں کا ہنر بتائیں اور عملی طور پر اس سے یہ سب کام لیتے رہیں اور اس کی کاہلی اور لاپرواہی اور شرارتوں پر روک ٹوک کرتے رہیں اور خراب عورتوں اور بدچلن گھرانوں کے لوگوں سے میل جول پر پابندی لگا دیں اور ان لوگوں کی صحبت سے بچاتے رہیں۔ عاشقانہ اشعار اور گیتوں، اور عاشق معشوق کے مضامین کی کتابوں سے، گانے بجانے اور کھیل تماشوں سے دور رکھیں، تاکہ بچیوں کے اخلاق و عادات اور چال چلن خراب نہ ہو جائیں۔ جب تک بچی بالغ نہ ہو جائے ان باتوں کا دھیان رکھنا ہر ماں باپ کا اسلامی فرض ہے۔ اگر ماں باپ اپنے ان فرائض کو پورا نہ کریں گے تو وہ سخت گناہگار ہوں گے!

2- عورت جب بالغ ہو جائے

جب عورت بالغ ہو گئی تو اللہ و رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے شریعت کے تمام احکام کی پابند ہو گئی۔ اب اس پر نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کے تمام مسائل پر عمل کرنا فرض ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کو ادا کرنے کی وہ ذمہ دار ہو گئی۔ اب اس پر لازم ہے کہ وہ خدا کے تمام فرضوں کو ادا کرے اور چھوٹے بڑے تمام گناہوں سے بچتی رہے اور یہ بھی اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ماں باپ اور بڑوں کی تعظیم و خدمت بجا لائے اور اپنے چھوٹے بھائیوں بہنوں اور دوسرے عزیز و اقارب سے پیار و محبت کرے۔ پڑوسیوں اور رشتے

ناطے کے تمام چھوٹے، بڑوں کے ساتھ ان کے مراتب و درجات کے لحاظ سے نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرے۔ اچھی اچھی عادتیں سیکھے اور تمام خراب عادتوں کو چھوڑ دے اور اپنی زندگی کو پورے طور پر اسلامی سانچے میں ڈھال کر بچی پکی پابند شریعت اور ایمان والی عورت بن جائے اور اس کے ساتھ ساتھ محنت و مشقت اور صبر و رضا کی عادت ڈالے مختصر یہ کہ شادی کے بعد اپنے اوپر آنے والی تمام گھریلو ذمہ داریوں کی معلومات حاصل کرتی رہے اور شوہر والی عورت کو کس طرح اپنے شوہر کے ساتھ نباہ اور اپنا گھر سنبھالنا چاہئے۔ اس کو اپنی ماں اور بڑی بوڑھی عورتوں سے پوچھ پوچھ کر اس کا ڈھنگ اور سلیقہ سیکھے اور اپنے رہن سہن اور چال چلن کو اس طرح سدھارے اور سنوارے کہ نہ شریعت میں گنہگار ٹھہرے، نہ برادری، و سماج میں کوئی اس کو طعنہ مار سکے۔ کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، سونے جاگنے، بات چیت غرض ہر کام، ہر بات میں جہاں تک ہو سکے خود تکلیف اٹھائے مگر گھر والوں کو آرام و راحت پہنچائے۔ بغیر ماں باپ کی اجازت کے نہ کوئی سامان اپنے استعمال میں لائے نہ کسی دوسرے کو دے نہ گھر کا ایک پیسہ یا ایک دانہ ماں باپ کی اجازت کے بغیر خرچ کرے، نہ بغیر ماں باپ سے پوچھے کسی کے گھر یا ادھر ادھر جائے۔ غرض ہر کام ہر بات میں ماں باپ کی اجازت اور رضامندی کو اپنے لئے ضروری سمجھے۔

کھانے پکانے، سینے پرونے، اپنے بدن، اپنے کپڑے اور مکان و سامان کی صفائی غرض سب گھریلو کام دھندوں کا ڈھنگ سیکھ لے اور اس کی عملی عادت ڈال لے تاکہ شادی کے بعد اپنے سسرال میں نیک نامی کے ساتھ زندگی بسر کرے اور میکہ والوں اور سسرال والوں کے دونوں گھروں کی چہیتی و پیاری بنی رہے۔

پردہ کا خاص طور پر خیال و دھیان رکھے۔ غیر محرم مردوں اور لڑکوں کے سامنے آنے جانے، تاک جھانک اور ہنسی مذاق سے انتہائی پرہیز رکھے۔ عاشقانہ اشعار، اخلاق کو خراب کرنے والی کتابوں اور رسائل و اخبارات کو ہرگز نہ دیکھے۔ بدکردار اور بے حیا عورتوں سے بھی پردہ کرے اور ہرگز کبھی ان سے میل جول نہ رکھے۔ کھیل تماشوں سے دور رہے اور مذہبی کتابیں خصوصا

سیرت المصطفی ﷺ وسیرت رسول عربی ﷺ، تمہید ایمان اور میلاد شریف کی کتابیں مثلاً زینۃ المیلاد وغیرہ اہل سنت علماء کی تصنیفات پڑھتی رہے۔

فرض عبادتوں کے ساتھ نفلی عبادتیں بھی کرتی رہے۔ مثلاً تلاوت قرآن وتسبیح فاطمہ ومیلاد شریف پڑھتی پڑھاتی رہے اور گیارہویں شریف و بارھویں شریف ومحرم شریف وغیرہ کی نیاز و فاتحہ بھی کرتی رہے کہ ان اعمال سے دنیا وآخرت کی بے شمار برکتیں حاصل ہوتی ہیں جو لوگ ان کاموں کو بدعت بتا کر ان سے روکتے ہیں ہرگز ہرگز ان کی بات نہ سنے اور اہل سنت و جماعت کے عقائد واعمال پر نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم رہے۔

3- عورت شادی کے بعد

نکاح:۔ جب لڑکی بالغ ہو جائے تو ماں باپ کو لازم ہے کہ جلد از جلد مناسب رشتہ تلاش کر کے اس کی شادی کر دیں۔ رشتہ کی تلاش میں خاص طور پر اس بات کا دھیان رکھنا بے حد ضروری ہے کہ ہرگز ہرگز کسی بد مذہب کے ساتھ رشتہ نہ ہونے پائے۔ بلکہ دیندار اور پابند شریعت اور مذہب اہل سنت کے پابند کو اپنی رشتہ داری کے لئے منتخب کریں۔ بخاری ومسلم کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت سے شادی کرنے میں چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں (1) دولت مندی (2) خاندانی شرافت (3) خوب صورتی (4) دینداری لیکن تم دینداری کو ان سب چیزوں پر مقدم سمجھو (مشکوٰۃ ج 2 ص 227 مجتبائی)۔

اولاد کی تمنا اور اپنی ذات کو بدکاری کی نیت سے بچانے کے لئے نکاح کرنا سنت اور بہت بڑے اجر وثواب کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا کہ:

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ (پارہ نمبر 18 رکوع 10)

یعنی تم لوگ بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کر دو اور اپنے نیک چلن غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دو۔

حدیث شریف میں ہے کہ توراۃ شریف میں لکھا ہے کہ...... جس شخص کی لڑکی بارہ برس کی

عمر کو پہنچ گئی اور اس نے اس لڑکی کا نکاح نہیں کیا اور وہ لڑکی بدکاری کے گناہ میں پڑ گئی تو اس کا گناہ لڑکی والے کے سر پر بھی ہوگا۔ (مشکوٰۃ ج 2 ص 271 مجتبائی)

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں کی امداد اپنے ذمہ کرم پر لی ہے (1) وہ غلام جو اپنے آقا سے آزاد ہونے کے لئے کسی قدر رقم ادا کرنے کا عہد کرے اور اپنے عہد کو پورا کرنے کی نیت رکھتا ہو (2) خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا (3) وہ نکاح کرنے والا یا نکاح کرنے والی جو نکاح کے ذریعہ حرام کاری سے بچنا چاہتا ہو۔" (مشکوٰۃ ج 2 ص 227 مجتبائی)

عورت جب تک اس کی شادی نہیں ہوتی وہ اپنے ماں باپ کی بیٹی کہلاتی ہے مگر شادی ہو جانے کے بعد عورت اپنے شوہر کی بیوی بن جاتی ہے اور اب اس کے فرائض اور اس کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ وہ تمام حقوق و فرائض جو بالغ ہونے کے بعد عورت پر لازم ہو گئے تھے اب ان کے علاوہ شوہر کے حقوق کا بھی بہت بڑا بوجھ عورت کے سر پر آ جاتا ہے جس کا ادا کرنا ہر عورت کے لئے بہت ہی بڑا فریضہ ہے۔ یاد رکھو کہ شوہر کے حقوق کو اگر عورت نہ ادا کرے گی تو اس کی دنیاوی زندگی تباہ و برباد ہو جائے گی اور آخرت میں وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جلتی رہے گی اور اس کی قبر میں سانپ بچھو اس کو ڈستے رہیں گے اور وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار اور طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار رہے گی۔ اس لئے شریعت کے حکم کے مطابق ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کو ادا کرتی رہے اور عمر بھر اپنے شوہر کی فرماں برداری و خدمت گزاری کرتی رہے۔

شوہر کے حقوق:۔ اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر حاکم بنایا ہے اور بہت بڑی بزرگی دی ہے۔ اس لئے ہر عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کا حکم مانے اور خوشی خوشی اپنے شوہر کے ہر حکم کی تابعداری کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بہت بڑا حق بنایا ہے یاد رکھو! کہ اپنے شوہر کو راضی و خوش رکھنا بہت بڑی عبادت ہے اور شوہر کو ناخوش اور ناراض رکھنا بہت بہت

بڑا گناہ ہے...... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "اگر میں خدا کے سوا کسی دوسرے کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کرتی رہیں۔"

(مشکوٰۃ شریف ج 2 ص 271 مجتبائی)

اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ...... "جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ مرتے وقت اس کا شوہر اس سے خوش ہو وہ عورت جنت میں جائے گی۔"...... اور یہ بھی فرمایا ہے کہ...... "جب کوئی مرد اپنی بیوی کو کسی کام کے لئے بلائے تو وہ عورت اگرچہ چولہے کے پاس ہو اس کو لازم ہے کہ وہ اٹھ کر شوہر کے پاس چلی آئے۔"

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورت چاہے کتنے بھی ضروری کام میں مشغول ہو مگر شوہر کے بلانے پر سب کاموں کو چھوڑ کر شوہر کی خدمت میں حاضر ہو جائے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ "اگر شوہر اپنی عورت کو یہ حکم دے کہ پیلے رنگ کے پہاڑ کو کالے رنگ کا بنا دے اور کالے رنگ کے پہاڑ کو سفید بنا دے تو عورت کو اپنے شوہر کا یہ حکم بھی بجالانا چاہیے۔"

(مشکوٰۃ شریف ج 2 ص 282 مجتبائی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مشکل سے مشکل اور دشوار سے دشوار کام کا بھی اگر شوہر حکم دے تو جب بھی عورت کو شوہر کی نافرمانی نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس کے ہر حکم کی فرماں برداری کے لئے اپنی طاقت بھر کمر بستہ رہنا چاہئے...... اور رسول اللہ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ...... جب شوہر بیوی کو اپنے بچھونے پر بلائے اور عورت آنے سے انکار کر دے اور اس کا شوہر اس بات سے ناراض ہو کر سو رہے تو رات بھر خدا کے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف ج 2 ص 280 مجتبائی)

پیاری بہنو! ان حدیثوں سے سبق ملتا ہے کہ شوہر کا بہت بڑا حق ہے اور ہر عورت پر اپنے شوہر کا حق ادا کرنا فرض ہے۔ شوہر کے حقوق بہت زیادہ ہیں ان میں سے نیچے لکھے ہوئے یہ

چند حقوق بہت زیادہ قابل لحاظ ہیں:

1- عورت بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے گھر سے باہر کہیں نہ جائے، نہ اپنے رشتہ داروں کے گھر نہ کسی دوسرے کے گھر۔

2- شوہر کی غیر موجودگی میں عورت پر فرض ہے کہ شوہر کے مکان اور مال و سامان کی حفاظت کرے اور بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو بھی نہ مکان میں آنے دے نہ شوہر کی کوئی چھوٹی بڑی چیز کسی کو دے۔

3- شوہر کا مکان اور مال و سامان یہ سب شوہر کی امانتیں ہیں اور بیوی ان سب چیزوں کی امین ہے۔ اگر عورت نے اپنے شوہر کی کسی چیز کو جان بوجھ کر برباد کر دیا تو عورت پر امانت میں خیانت کرنے کا گناہ لازم ہوگا۔ اور اس پر خدا کا بہت بڑا عذاب ہوگا۔

4- عورت ہرگز ہرگز کوئی ایسا کام نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔

5- بچوں کی نگہداشت، ان کی تربیت اور پرورش خصوصاً شوہر کی غیر موجودگی میں عورت کے لیے بہت بڑا فریضہ ہے۔

6- عورت کو لازم ہے کہ مکان، سامان اور اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ پھوہڑ، میلی کچیلی نہ بنی رہے۔ بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے تاکہ شوہر اس کو دیکھ کر خوش ہو جائے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "بہترین عورت وہ ہے کہ جب اس کا شوہر کسی بات کا حکم دے تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اپنے بناؤ سنگار اور اپنی اداؤں سے شوہر کا دل خوش کر دے اور اگر شوہر کسی بات کی قسم کھا جائے تو وہ اس کی قسم کو پوری کر دے اور اگر شوہر غائب رہے تو وہ اپنی ذات اور شوہر کے مال میں حفاظت اور خیر خواہی کا کردار ادا کرتی رہے"۔

مشکوۃ شریف ج 2 ص 268 مجتبائی)

شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ:۔ یاد رکھو کہ میاں بیوی کا رشتہ ایک ایسا مضبوط تعلق ہے کہ ساری عمر اسی بندھن میں رہ کر زندگی بسر کرنی ہے۔ اگر میاں بیوی میں پورا پورا اتحاد اور ملاپ رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور اگر خدا نہ کرے میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور جھگڑے تکرار کی نوبت آ گئی تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں کہ میاں بیوی دونوں کی زندگی جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے اور دونوں عمر بھر گھٹن اور جلن کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

اس زمانے میں میاں بیوی کے جھگڑوں کا فساد اس قدر زیادہ پھیل گیا ہے کہ ہزاروں مرد اور ہزاروں عورتیں اس بلا میں گرفتار ہیں اور مسلمانوں کے ہزاروں گھر اس اختلاف کی آگ میں جل رہے ہیں اور میاں بیوی دونوں اپنی زندگی سے بیزار ہو کر دن رات موت کی دعائیں مانگا کرتے ہیں اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس مقام پر چند ایسی نصیحتیں لکھ دیں کہ اگر مرد و عورت ان پر عمل کرنے لگیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے جھگڑوں سے مسلم معاشرہ کو پاک کر دے گا اور مسلمانوں کا ہر گھر امن و سکون اور آرام و راحت کی جنت بن جائے گا۔

1- ہر عورت شوہر کے گھر میں قدم رکھتے ہی اپنے اوپر یہ لازم کر لے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال میں اپنے شوہر کا دل اپنے ہاتھ میں لئے رہے اور اس کے اشاروں پر چلتی رہے۔ اگر شوہر حکم دے کہ دن بھر دھوپ میں کھڑی رہو، یا رات بھر جاگتی ہوئی مجھے پنکھا جھلتی رہو تو عورت کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ تھوڑی تکلیف اٹھا کر اور صبر کر کے اس حکم پر بھی عمل کرے اور کسی وقت اور کسی حال میں بھی شوہر کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔

2- ہر عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر کے مزاج کو پہچان لے اور بغور دیکھتی رہے کہ اس کے شوہر کو کیا کیا چیزیں، اور کون کون سی باتیں ناپسندیدہ ہیں، اور وہ کن کن باتوں سے خوش ہوتا ہے اور کون کون سی باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ اٹھنے بیٹھنے، سونے، جاگنے، پہننے اوڑھنے اور بات چیت میں اس کی عادت اور اس کا ذوق کیا اور کیسا ہے؟ خوب اچھی طرح شوہر کا مزاج پہچان

لینے کے بعد عورت کو لازم ہے کہ وہ ہر کام شوہر کے مزاج کے مطابق کرے۔ خواہ شوہر کا طرز عمل اور اس کا طریقہ صحیح ہو یا غلط عورت کو پسند ہو یا ناپسند لیکن شوہر کی مرضی کے لئے عورت وہی کام کرے جو شوہر کے مزاج کے مطابق ہو۔ ہرگز ہرگز شوہر کے مزاج کے خلاف نہ کوئی بات کرے نہ کوئی کام!

3- عورت کو لازم ہے کہ شوہر کو کبھی جلی کٹی باتیں نہ سنائے، نہ کبھی اس کے سامنے غصہ میں چلا چلا کر بولے۔ نہ اس کی باتوں کا کڑوا تیکھا جواب دے نہ کبھی اس کو طعنہ مارے، نہ کوسنے دے، نہ اس کی لائی ہوئی چیزوں میں عیب نکالے نہ شوہر کے مکان وسامان وغیرہ کو حقیر بتائے، نہ شوہر کے ماں باپ یا اس کے خاندان یا اس کی شکل وصورت کے بارے میں کوئی ایسی بات کہے جس سے شوہر کے دل کو ٹھیس لگے اور خواہ مخواہ اس کو سن کر برا لگے۔ اس قسم کی باتوں سے شوہر کا دل دکھ جاتا ہے اور رفتہ رفتہ شوہر کو بیوی سے نفرت ہونے لگتی ہے جس کا انجام لڑائی جھگڑے کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا یہاں تک کہ میاں بیوی میں زبردست بگاڑ ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو طلاق کی نوبت آجاتی ہے یا بیوی اپنے میکہ میں بیٹھ رہنے پر مجبور ہو جاتی ہے اور اپنی بھاوجوں کے طعنے سن سن کر کوفت اور گھٹن کی بھٹی میں جلتی رہتی ہے اور میکہ اور سسرال والوں کے دونوں خاندانوں میں بھی اس طرح اختلاف کی آگ بھڑک اٹھتی ہے کہ کبھی کورٹ کچہری کی نوبت آجاتی ہے اور کبھی مار پیٹ ہو کر مقدمات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور میاں بیوی کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اور دونوں خاندان لڑ بھڑ کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

4- عورت کو چاہئے کہ شوہر کی آمدنی کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگے، بلکہ جو کچھ ملے اس پر صبر وشکر کے ساتھ اپنا گھر سمجھ کر ہنسی خوشی کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ اگر کوئی زیور یا کپڑا یا سامان پسند آجائے اور شوہر کی مالی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس کو لاسکے تو کبھی بھی ہرگز ہرگز شوہر سے اس کی فرمائش نہ کرے اور اپنی پسند کی چیزیں نہ ملنے پر کبھی ہرگز کوئی شکوہ شکایت نہ

کرے۔ نہ غصہ سے منہ پھلائے، نہ طعنہ مارے، نہ افسوس ظاہر کرے۔ بلکہ بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت شوہر سے کسی چیز کی فرمائش ہی نہ کرے کیونکہ بار بار کی فرمائشوں سے عورت کا وزن شوہر کی نگاہ میں گھٹ جاتا ہے۔ ہاں اگر شوہر خود ہی پوچھے کہ میں تمہارے لئے کیا لاؤں تو عورت کو چاہئے کہ شوہر کی مالی حیثیت دیکھ کر اپنی پسند کی چیز طلب کرلے اور جب شوہر کوئی چیز لائے تو وہ پسند آئے یا نہ پسند آئے مگر عورت کو ہمیشہ یہی چاہئے کہ وہ اس پر خوشی کا اظہار کرے۔ ایسا کرنے سے شوہر کا دل بڑھ جائے گا اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے گا۔ اور اگر عورت نے شوہر کی لائی ہوئی چیز کو ٹھکرا دیا اور اس میں عیب نکالا۔ یا اس کو حقیر سمجھا تو اس سے شوہر کا دل ٹوٹ جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شوہر کے دل میں بیوی کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے گی اور آگے چل کر جھگڑے لڑائی کا بازار گرم ہو جائے گا اور میاں بیوی کی شادمانی و مسرت کی زندگی خاک میں مل جائے گی۔

5- عورت کو لازم ہے کہ اپنے شوہر کی صورت و سیرت پر نہ طعنہ مارے، نہ کبھی شوہر کی تحقیر اور اس کی ناشکری کرے اور ہرگز ہرگز کبھی بھول کر بھی اس قسم کی جلی کٹی بولیاں نہ بولے کہ ہائے اللہ! میں کبھی اس گھر میں سکھی نہیں رہی، ہائے ہائے میری تو ساری عمر مصیبت ہی میں کٹی، اس اجڑے گھر میں آکر میں نے کیا دیکھا، میرے ماں باپ نے مجھے بھاڑ میں جھونک دیا کہ مجھے اس گھر میں بیاہ دیا، مجھ نگوڑی کو اس گھر میں کبھی آرام نصیب نہیں ہوا۔ ہائے میں کس پھکڑ اور دلدّر سے بیاہی گئی۔ اس گھر میں تو ہمیشہ الو ہی بولتا رہا۔ اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں سے شوہر کی دل شکنی یقینی طور پر ہوگی جو میاں بیوی کے نازک تعلقات کی گردن پر چھری پھیر دینے کے برابر ہے۔ ظاہر ہے کہ شوہر اس قسم کے طعنوں اور کوسنوں کو سن سن کر عورت سے بیزار ہو جائے گا اور محبت کی جگہ نفرت و عداوت کا ایک ایسا خطرناک طوفان اٹھ کھڑا ہوگا کہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کی ناؤ ڈوب جائے گی جس پر تمام عمر پچھتانا پڑے گا، مگر افسوس کہ عورتوں کی یہ عادت بلکہ فطرت بن گئی ہے کہ وہ شوہروں کو طعنے اور کوسنے دیتی ہی رہتی ہیں اور اپنی دنیا و

آخرت کو تباہ و برباد کرتی رہتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو بکثرت دیکھا۔ یہ سن کر صحابہ کرام نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس کی کیا وجہ ہے کہ عورتیں بکثرت جہنم میں نظر آئیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ عورتوں میں دو بری خصلتوں کی وجہ سے، ایک تو یہ کہ عورتیں دوسروں پر بہت زیادہ لعن طعن کرتی رہتی ہیں۔ دوسری یہ کہ عورتیں اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی رہتی ہیں چنانچہ تم عمر بھر ان عورتوں کے ساتھ اچھے سے اچھا سلوک کرتے رہو لیکن اگر کبھی ایک ذرا سی کمی تمہاری طرف سے دیکھ لیں تو یہی کہیں گی کہ میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (بخاری شریف ج 1 ص 9)

6- بیوی کو لازم ہے کہ ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے، بات چیت میں ہر حالت میں شوہر کے سامنے باادب رہے اور اس کے اعزاز و اکرام کا خیال رکھے۔ شوہر جب کبھی باہر سے گھر میں آئے تو عورت کو چاہیے کہ سب کام چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور شوہر کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اس کی مزاج پرسی کرے اور فوراً ہی اس کے آرام و راحت کا انتظام کر دے اور اس کے ساتھ دلجوئی کی باتیں کرے اور ہرگز ہرگز ایسی کوئی بات نہ سنائے نہ کوئی ایسا سوال کرے جس سے شوہر کا دل دکھے۔

7- اگر شوہر کو عورت کی کسی بات پر غصہ آجائے تو عورت کو لازم ہے کہ اس وقت خاموش ہو جائے اور اس وقت ہرگز کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے شوہر کا غصہ اور زیادہ بڑھ جائے اور اگر عورت کی طرف سے کوئی قصور ہو جائے اور شوہر غصہ بھر کر عورت کو برا بھلا کہہ دے اور ناراض ہو جائے تو عورت کو چاہیے کہ خود روٹھ کر اور گال پھلا کر نہ بیٹھ جائے بلکہ عورت کو لازم ہے کہ فوراً ہی عاجزی اور خوشامد کر کے شوہر سے معافی مانگے اور ہاتھ جوڑ کر، پاؤں پکڑ کر جس طرح وہ مان لے اسے منا لے۔ اگر عورت کا کوئی قصور نہ ہو بلکہ شوہر ہی کا قصور ہو جب بھی عورت کو تن کر اور منہ بگاڑ کر بیٹھ رہنا نہیں چاہیے بلکہ شوہر کے سامنے عاجزی و انکساری ظاہر کر کے شوہر کو خوش کر لینا چاہیے کیونکہ شوہر کا حق بہت بڑا ہے اس کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ اپنے شوہر سے معافی تلافی

کرانے میں عورت کی کوئی ذلت نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لئے عزت اور فخر کی بات ہے کہ وہ معافی مانگ کر اپنے شوہر کو راضی کرے۔

8- عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کی آمدنی اور خرچ کا حساب نہ لیا کرے کیونکہ شوہروں کے خرچ پر عورتوں کے روک ٹوک لگانے سے عموماً شوہروں کو چڑ پیدا ہو جاتی ہے اور شوہروں پر غیرت سوار ہو جاتی ہے کہ میری بیوی ہو کر مجھ پر حکومت جتاتی ہے اور میری آمدنی و خرچ کا مجھ سے حساب طلب کرتی ہے۔ اس چڑ کا انجام یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی کے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ اسی طرح عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے کہیں آنے جانے پر روک ٹوک نہ کرے نہ شوہر کے چال چلن پر شبہ اور بدگمانی کرے کہ اس سے میاں بیوی کے تعلقات میں فساد و خرابی پیدا ہو جاتی ہے اور خواہ مخواہ شوہر کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

9- جب تک ساس اور خسر زندہ ہیں عورت کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں کی بھی تابعداری اور خدمت گزاری کرتی رہے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ان دونوں کو راضی اور خوش رکھے ورنہ یاد رکھو! کہ شوہر ان دونوں کا بیٹا ہے اگر ان دونوں نے اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر جانب چڑھا دی تو یقیناً شوہر عورت سے ناراض ہو جائے گا اور میاں بیوی کے محبتانہ تعلقات تہس نہس ہو جائیں گے۔ اسی طرح اپنے جیٹھوں، دیوروں اور نندوں بھاوجوں کے ساتھ بھی خوش اخلاقی برتے اور ان سبھوں کی دلجوئی میں لگی رہے۔ اور کبھی ہرگز ہرگز ان میں سے کسی کو ناراض نہ کرے۔ ورنہ دھیان رہے کہ ان لوگوں سے بگاڑ کا نتیجہ میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ عورت کو سسرال میں ساس اور خسر سے الگ تھلگ رہنے کی ہرگز کبھی کوشش نہیں کرنی چاہئے، بلکہ مل جل کر رہنے ہی میں بھلائی ہے کیونکہ ساس اور خسر سے بگاڑ اور جھگڑے کی یہی جڑ ہے اور یہ خود سوچنے کی بات ہے کہ ماں باپ نے لڑکے کو پالا پوسا اور اس امید پر اس کی شادی کی کہ بڑھاپے میں ہم کو بیٹے اور اس کی دولہن سے سہارا اور آرام ملے گا لیکن دولہن نے گھر میں قدم رکھتے ہی اس بات کی کوشش شروع کر دی کہ بیٹا اپنے ماں باپ

سے الگ تھلگ ہو جائے تو تم خود ہی سوچو کہ دولہن کی اس حرکت سے ماں باپ کو کس قدر غصہ آئے گا اور کتنی جھلاہٹ پیدا ہوگی اس لئے گھر میں طرح طرح کی بدگمانیاں اور قسم قسم کے فتنہ و فساد شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ میاں بیوی کے دلوں میں پھوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور جھگڑے تکرار کی نوبت آجاتی ہے اور پھر پورے گھر والوں کی زندگی تلخ اور تعلقات درہم برہم ہو جاتے ہیں لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ ساس اور خسر کی زندگی بھر ہرگز ہرگز کبھی عورت کو الگ رہنے کا خیال بھی نہیں کرنا چاہئے ہاں اگر ساس اور خسر خود ہی اپنی خوشی سے بیٹے کو اپنے سے الگ کر دیں تو پھر الگ رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن الگ رہنے کی صورت میں بھی الفت و محبت اور میل جول رکھنا انتہائی ضروری ہے تاکہ ہر مشکل میں پورے کنبے کو ایک دوسرے کی امداد کا سہارا ملتا رہے اور اتفاق واتحاد کے ساتھ پورے کنبے کی زندگی جنت کا نمونہ بنی رہے۔

10- عورت کو اگر سسرال میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی بات ناگوار گزرے تو عورت کو لازم ہے کہ ہرگز ہرگز میکہ میں آکر چغلی نہ کھائے، کیونکہ سسرال کی چھوٹی چھوٹی سی باتوں کی شکایت میکہ میں آکر ماں باپ سے کرنی یہ بہت ہی خراب اور بری بات ہے۔ سسرال والوں کو عورت کی اس حرکت سے بے حد تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ دونوں گھروں میں بگاڑ اور لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ عورت شوہر کی نظروں میں بھی قابل نفرت ہو جاتی ہے اور پھر میاں بیوی کی زندگی لڑائی جھگڑوں سے جہنم کا نمونہ بن جاتی ہے۔

11- عورت کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے اپنے بدن اور کپڑوں کی صفائی ستھرائی کا خیال رکھے۔ میلی کچیلی اور پھوہڑ نہ بنی رہے بلکہ اپنے شوہر کی مرضی اور مزاج کے مطابق بناؤ سنگار بھی کرتی رہے۔ کم سے کم ہاتھ پاؤں میں مہندی، کنگھی چوٹی، سرمے کاجل وغیرہ کا اہتمام کرتی رہے۔ بال بکھرے اور میلے کچیلے چڑیل بنی نہ پھرے کہ عورت کا پھوہڑپن عام طور پر شوہروں کی نفرت کا باعث ہوا کرتا ہے۔ خدا نہ کرے کہ شوہر عورت کے پھوہڑپن کی وجہ سے متنفر ہو جائے اور دوسری عورتوں کی طرف تاک جھانک شروع کر دے تو پھر عورت کی زندگی تباہ و برباد

ہو جائے گی اور پھر اس کو عمر بھر رونے دھونے اور سر پیٹنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہ جائے گا۔

12- عورت کے لئے یہ بات بھی خاص طور پر قابل لحاظ ہے کہ جب تک شوہر اور ساس اور خسر وغیرہ نہ کھا پی لیں خود نہ کھائے، بلکہ سب کو کھلا پلا کر خود سب سے اخیر میں کھائے۔ عورت کی اس ادا سے شوہر اور اس کے سب گھر والوں کے دل میں عورت کی قدر و منزلت اور محبت بڑھ جائے گی۔

13- عورت کو چاہئے کہ سسرال میں جا کر اپنے میکہ والوں کی بہت زیادہ تعریف اور بڑائی نہ بیان کرتی رہے کیونکہ اس سے سسرال والوں کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ ہماری بہو ہم لوگوں کو بے قدر سمجھتی ہے اور ہمارے گھر والوں اور گھر کے ماحول کی توہین کرتی ہے اس لئے سسرال والے بھڑک کر بہو کی بے قدری اور اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

14- گھر کے اندر ساس، نندیں یا جٹھانی دیورانی یا کوئی دوسری دو عورتیں آپس میں چپکے چپکے باتیں کر رہی ہوں تو عورت کو چاہئے کہ ایسے وقت میں ان کے قریب نہ جائے اور نہ یہ جستجو کرے کہ وہ آپس میں کیا باتیں کر رہی ہیں اور بلاوجہ یہ بدگمانی بھی نہ کرے کہ کچھ میرے ہی متعلق باتیں کر رہی ہوں گی کہ اس سے خواہ مخواہ دل میں ایک دوسرے کی طرف سے کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو بہت بڑا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے فساد ہونے کا سبب بن جایا کرتا ہے۔

15- عورت کو یہ بھی چاہئے کہ سسرال میں اگر ساس یا نندوں کو کوئی کام کرتے دیکھے تو جھٹ پٹ اٹھ کر خود بھی وہ کام کرنے لگے۔ اس سے ساس اور نندوں کے دل میں یہ اثر پیدا ہو گا کہ وہ عورت کو اپنا غمگسار اور رفیق کار بلکہ اپنا مددگار سمجھنے لگیں جس سے خود بخود ساس، نندوں کے دل میں ایک خاص قسم کی محبت پیدا ہو جائے گی۔ خصوصاً ساس، خسر اور نندوں کی بیماری کے وقت عورت کو بڑھ چڑھ کر خدمت اور تیمارداری میں حصہ لینا چاہئے کہ ایسی باتوں سے ساس، خسر، نندوں بلکہ شوہر کے دل میں عورت کی طرف سے جذبۂ محبت پیدا ہو جاتا ہے اور عورت سارے گھر کی نظروں میں وفادار و خدمت گزار سمجھی جانے لگتی ہے اور عورت کی نیک نامی میں

چار چاند لگ جاتے ہیں۔

16- عورت کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ اگر شوہر غریب ہو اور گھریلو کام کاج کے لئے نوکرانی رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اپنے گھر کا گھریلو کام کاج خود کرلیا کرے اس میں ہرگز ہرگز نہ محبت کی کوئی ذلت ہے نہ شرم ...... بخاری شریف کی بہت سی روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ کی مقدس صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی معمول تھا کہ وہ اپنے گھر کا سارا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کیا کرتی تھیں۔ کنویں سے پانی بھر کر اور اپنی مقدس پیٹھ پر مشک لاد کر پانی لایا کرتی تھیں، خود ہی چکی چلا کر آٹا بھی پیس لیتی تھیں۔ اسی وجہ سے ان کے مبارک ہاتھوں میں کبھی کبھی چھالے پڑ جاتے تھے۔ اسی طرح امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق بھی روایت ہے کہ وہ اپنے غریب شوہر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں اپنے گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرلیا کرتی تھیں یہاں تک کہ اونٹ کو کھلانے کے لئے باغوں میں سے کھجوروں کی گٹھلیاں چن چن کر اپنے سر پر لاتی تھیں اور گھوڑے کے لئے گھاس چارہ بھی لاتی تھیں اور گھوڑے کو مالش بھی کرتی تھیں۔

17- ہر بیوی کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی آمدنی اور گھر کے اخراجات کو ہمیشہ نظر کے سامنے رکھے اور گھر کا خرچ اس طرح چلائے کہ عزت و آبرو سے زندگی بسر ہوتی رہے۔ اگر عورت نے شوہر کو مجبور کیا اور شوہر نے بیوی کی محبت میں قرض کا بوجھ اپنے سر پر اٹھالیا اور خدانہ کرے اس قرض کا ادا کرنا دشوار ہوگیا تو گھریلو زندگی میں پریشانیوں کا سامنا ہو جائے گا اور میاں بیوی دونوں کی زندگی تنگ ہو جائے گی اس لئے ہر عورت کو لازم ہے کہ صبر و قناعت کے ساتھ جو کچھ بھی ملے خدا کا شکر ادا کرے اور شوہر کی جتنی آمدنی ہو اسی کے مطابق خرچ کرے اور گھر کے اخراجات کو ہرگز ہرگز آمدنی سے بڑھنے نہ دے۔

18- عورت کو لازم ہے کہ سسرال میں پہنچنے کے بعد ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بالکل ہی

چھوڑ دے۔ عموماً عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں کوئی بات ان کی مرضی کے خلاف ہوئی فوراً غصہ میں آگ بگولا ہو کر الٹ پلٹ شروع کر دیتی ہیں۔ یہ بہت بری عادت ہے لیکن میکہ میں چونکہ ماں باپ اپنی بیٹی کا ناز اٹھاتے ہیں اس لئے میکہ میں تو ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ وغیرہ سے عورت کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچتا لیکن سسرال میں ماں باپ سے نہیں بلکہ ساس، خسر اور شوہر سے واسطہ پڑتا ہے ان میں سے کون ایسا ہے جو عورت کا ناز اٹھانے کو تیار ہوگا۔ اس لئے سسرال میں عورت کی ضد اور ہٹ دھرمی اور غصہ اور چڑچڑا پن عورت کے لئے بے حد نقصان کا سبب بن جاتا ہے کہ پورے سسرال والے عورت کی ان خراب عادتوں کی وجہ سے عورت سے بالکل ہی بیزار ہو جاتے ہیں اور عورت سب کی نظروں میں ذلیل وخوار ہو جاتی ہے۔

19- عموماً سسرال کا ماحول میکہ کے ماحول سے الگ تھلگ ہوتا ہے اور سب نئے نئے لوگوں سے عورت کا واسطہ پڑتا ہے اس لئے سچ پوچھو تو سسرال ہر عورت کے لئے ایک امتحان گاہ ہے جہاں اس کی ہر حرکت وسکون پر نظر رکھی جائے گی اور اس کے ہر عمل پر تنقید کی جائے گی۔ نیا ماحول ہونے کی وجہ سے ساس اور نندوں سے کبھی کبھی خیالات میں ٹکراؤ بھی ہوگا اور اس موقع پر بعض وقت ساس اور نندوں کی طرف سے جلی کٹی اور طعنوں، کوسنوں کی کڑوی باتیں بھی سننی پڑیں گی۔ ایسے موقعوں پر صبر اور خاموشی عورت کی بہترین ڈھال ہے۔ عورت کو چاہئے کہ ساس اور نندوں کو ہمیشہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتی رہے اور ان کے طعنوں کوسنوں پر صبر کر کے بالکل ہی جواب نہ دے اور چپ سادھ لے۔ یہ بہترین طریقہ عمل ہے۔ ایسا کرتے رہنے سے انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن ایسا آئے گا کہ ساس اور نندیں خود ہی شرمندہ ہو کر اپنی حرکتوں سے باز آجائیں گی۔

20- عورت کو سسرال میں خاص طور پر بات چیت میں اس چیز کا دھیان رکھنا چاہئے کہ نہ تو اتنی زیادہ بات چیت کرے جو سسرال والوں اور پڑوسیوں کو ناگوار گزرے اور نہ اتنی کم بات کرے کہ منت وخوشامد کے بعد بھی کچھ نہ بولے اس لئے کہ یہ غرور و گھمنڈ کی علامت ہے جو

کچھ بولے سوچ سمجھ کر بولے اور اتنے نرم اور پیار بھرے لہجوں میں بات کرے کہ کسی کو ناگوار نہ گزرے اور کوئی ایسی بات نہ بولے جس سے کسی کے دل پر بھی ٹھیس لگے تاکہ عورت سسرال والوں اور رشتہ ناطہ والوں اور پڑوسیوں سب کی نظروں میں ہر دلعزیز بنی رہے۔

بہترین بیوی کون ہے؟: ۔اوپر لکھی ہوئی ہدایتوں کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین بیوی کون ہے؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ:

بہترین بیوی وہ ہے: ۔1- جو اپنے شوہر کی فرماں برداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے۔

2- جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے۔

3- جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اور خامیوں کو نظر انداز کرتی رہے۔

4- جو خود تکلیف اٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی ہمیشہ کوشش کرتی رہے۔

5- جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے اور جو مل جائے اس پر صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

6- جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے، نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

7- جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔

8- جو شوہر کے مال اور مکان و سامان، اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہے!

9- جو اپنے شوہر کی مصیبت میں اپنی جانی و مالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

10- جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔

11- جو میکہ اور سسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزت ہو۔

12- جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت و مروت کا برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مداح ہوں۔

13- جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو اور حقوق اللہ و حقوق العباد کو ادا کرتی ہو۔

14- جو سسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی رہے۔

15- جو سب گھر والوں کو کھلا پلا کر سب سے آخر میں خود کھائے پیئے۔

ساس بہو کا جھگڑا :۔ ہمارے ہندوستانی سماج کا یہ ایک بہت قابل افسوس اور درد ناک سانحہ ہے کہ تقریباً ہر گھر میں صدیوں سے ساس بہو کی لڑائی کا معرکہ جاری ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی لڑائیوں یہاں تک کہ عالمی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا، مگر ساس بہو کی جنگ عظیم یہ ایک ایسی منحوس لڑائی ہے کہ تقریباً ہر گھر اس لڑائی کا میدان جنگ بنا ہوا ہے۔

کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ ماں کتنے لاڈ پیار سے اپنے بیٹوں کو پالتی ہے اور جب لڑکے جوان ہو جاتے ہیں تو لڑکوں کی ماں اپنے بیٹوں کی شادی اور ان کا سہرا دیکھنے کے لئے سب سے زیادہ بے چین اور بے قرار رہتی ہے۔ اور گھر گھر کا چکر لگا کر اپنے بیٹے کی دلہن تلاش کرتی پھرتی ہے یہاں تک کہ بڑے پیار اور چاہ سے بیٹے کی شادی رچاتی ہے اور اپنے بیٹے کی شادی کا سہرا دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سماتی مگر جب غریب دلہن اپنا میکہ چھوڑ کر اور اپنے ماں باپ، بھائی بہن اور رشتہ ناطہ والوں سے جدا ہو کر اپنے سسرال میں قدم رکھتی ہے تو ایک دم ساس اپنی بہو کی حریف بن کر اپنی بہو سے لڑنے لگتی ہے اور ساس بہو کی جنگ شروع ہو جاتی ہے اور بے چارہ شوہر ماں اور بیوی کی لڑائی کی چکی کے دو پاٹوں کے درمیان کچلنے اور پسنے لگتا ہے۔ غریب شوہر ایک طرف ماں کے احسانوں کے بوجھ سے دبا ہوا اور دوسری طرف بیوی کی محبت میں جکڑا ہوا ماں اور بیوی کی لڑائی کا منظر دیکھ دیکھ کر کوفت کی آگ میں جلتا رہتا ہے اور اس کے لئے بڑی مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ اگر وہ اس لڑائی میں اپنی ماں کی حمایت کرتا ہے تو بیوی کے رونے دھونے اور اس کے طعنوں اور میکہ چلی جانے کی دھمکیوں سے اس کا بھیجہ کھولنے لگتا ہے اور اگر بیوی کی پاسداری میں ایک لفظ بول دیتا ہے تو ماں اپنی چیخ و پکار اور کوسنوں سے سارا گھر سر پر اٹھا لیتی ہے اور ساری برادری میں ''عورت کا مرید''، ''زن پرست''،

بیوی کا غلام'' کہلانے لگتا ہے، اور ایسے گرم گرم اور دل خراش طعنے سنتا ہے کہ رنج و غم سے اس کے سینے میں دل پھٹنے لگتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ساس بہو کی لڑائی میں ساس بہو اور شوہر تینوں کا کچھ نہ کچھ تھوڑ قصور ہوتا ہے لیکن میرا برسوں کا تجربہ یہ ہے کہ اس لڑائی میں سب سے بڑا ہاتھ ساس ہی کا ہوا کرتا ہے حالانکہ ہر ساس پہلے خود بھی بہو رہ چکی ہوتی ہے، مگر وہ اپنے بہو بن کر رہنے کا زمانہ بالکل بھول جاتی ہے اور اپنی بہو سے ضرور لڑائی کرتی ہے، اور اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ جب تک لڑکے کی شادی نہیں ہوتی سو فیصدی بیٹے کا تعلق ماں ہی سے ہوا کرتا ہے۔ بیٹا اپنی ساری کمائی اور جو سامان بھی لاتا ہے وہ اپنی ماں ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے۔ اور ہر چیز ماں ہی سے طلب کر کے استعمال کرتا ہے اور دن رات میں سینکڑوں مرتبہ اماں، اماں کہہ کر بات بات میں ماں کو پکارتا ہے۔ اس سے ماں کا کلیجہ خوشی سے پھول کر سوپ بھر کا ہو جایا کرتا ہے اور ماں اس خیال میں مگن رہتی ہے کہ میں گھر کی مالکن ہوں اور میرا بیٹا میرا فرماں بردار ہے لیکن شادی کے بعد جب بیٹے کی محبت بیوی کی طرف رخ کر لیتی ہے اور بیٹا کچھ نہ کچھ اپنی بیوی کو دینے اور کچھ نہ کچھ اس سے مانگ کر لینے لگتا ہے، تو ماں کو فطری طور پر ایک بہت بڑا جھٹکا لگتا ہے کہ میں نے اپنے بیٹے کو پال پوس کر بڑا کیا۔ اب یہ مجھ کو نظر انداز کر کے اپنی بیوی کے قبضہ میں چلا گیا اب اماں، اماں پکارنے کی بجائے بیگم بیگم پکارا کرتا ہے۔ اپنی کمائی مجھے دیتا تھا، اب بیوی کے ہاتھ سے ہر چیز لیا دیا کرتا ہے اب میں گھر کی مالکن نہیں رہی۔ اس خیال سے ماں پر ایک جھلاہٹ سوار ہو جاتی ہے اور وہ بہو کو جذبۂ حسد میں اپنی حریف اور مد مقابل بنا کر اس سے لڑائی جھگڑا کرنے لگتی ہے اور بہو میں طرح طرح کے عیب نکالنے لگتی ہے اور قسم قسم کے طعنے اور کوسنے دینا شروع کر دیتی ہے۔ بہو شروع شروع میں تو یہ خیال کر کے کہ یہ میرے شوہر کی ماں ہے کچھ دنوں تک چپ رہتی ہے، مگر جب ساس حد سے زیادہ بہو کے حلق میں انگلی ڈالنے لگتی ہے تو بہو کو بھی پہلے تو نفرت کی متلی آنے لگتی ہے پھر وہ بھی ایک دم سینہ تان کر ساس کے آگے طعنوں اور

کوسنوں کی تے کرنے لگتی ہے اور پھر معاملہ بڑھتے بڑھتے دونوں طرف سے ترکی بہ ترکی سوال و جواب کا تبادلہ ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ گالیوں کی بمباری شروع ہو جاتی ہے۔ پھر بڑھتے بڑھتے اس جنگ کے شعلے ساس اور بہو کے خاندانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں اور دونوں خاندانوں میں بھی جنگ عظیم شروع ہو جاتی ہے۔

میرے خیال میں اس لڑائی کے خاتمہ کی بہترین صورت یہی ہے کہ اس جنگ کے تینوں فریق یعنی ساس بہو اور بیٹا، تینوں اپنے اپنے حقوق و فرائض کو ادا کرنے لگیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے اس جنگ کا خاتمہ یقینی ہے۔ ان تینوں کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟ ان کو بغور پڑھو۔

ساس کے فرائض:۔ ہر ساس کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی بہو کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھے اور ہر معاملے میں اس کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرے۔ اگر بہو سے اس کی کمسنی یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو طعنہ مارنے اور کوسنے دینے کی بجائے اخلاق و محبت کے ساتھ اس کو کام کا صحیح طریقہ اور ڈھنگ سکھائے اور ہمیشہ اس کا خیال رکھے کہ یہ کم عمر اور ناتجربہ کار لڑکی اپنے ماں باپ سے جدا ہو کر ہمارے گھر میں آئی ہے۔ اس کے لئے یہ گھر اور اس کا ماحول نیا ہے۔ اس کا یہاں ہمارے سوا کون ہے؟ اگر ہم نے اس کا دل دکھایا تو اس کو تسلی دینے والا اور اس کے آنسو پونچھنے والا یہاں دوسرا کون ہے؟ بس ہر ساس یہ سمجھ لے اور ٹھان لے کہ مجھے اپنی بہو سے ہر حال میں شفقت و محبت کرنی ہے۔ بہو مجھے خواہ کچھ بھی سمجھے مگر میں تو اس کو اپنی بیٹی ہی سمجھوں گی تو پھر سمجھ لو کہ ساس بہو کا جھگڑا آدھے سے زیادہ ختم ہو گیا۔

بہو کے فرائض:۔ ہر بہو کو لازم ہے کہ اپنی ساس کو اپنی ماں کی جگہ سمجھے اور ہمیشہ ساس کی تعظیم اور اس کی فرماں برداری و خدمت گزاری کو اپنا فرض سمجھے۔ ساس اگر کسی معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرے تو خاموشی کے ساتھ سن لے اور ہرگز ہرگز، خبردار کبھی ساس کو پلٹ کر الٹا سیدھا جواب نہ دے بلکہ صبر کرے۔ اسی طرح اپنے سسر کو بھی اپنے باپ کی جگہ جان کر اس کی تعظیم و خدمت کو اپنے لئے لازم سمجھے اور ساس سسر کی زندگی میں ان سے الگ رہنے کی

خواہش نہ ظاہر کرے اور اپنی دیورانیوں، جٹھانیوں اور نندوں سے بھی حسب مراتب اچھا برتاؤ رکھے اور یہ ٹھان لے کہ مجھے ہر حال میں انہی لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہے۔

بیٹے کے فرائض:۔ ہر بیٹے کو لازم ہے کہ جب اس کی دلہن گھر میں آجائے تو حسب دستور اپنی دلہن سے خوب خوب پیار و محبت کرے لیکن ماں باپ کے ادب و احترام اور ان کی خدمت و اطاعت میں ہرگز ہرگز بال برابر بھی فرق نہ آنے دے۔ اب بھی ہر چیز کا لین دین ماں ہی کے ہاتھ سے کرتا رہے اور اپنی دلہن کو بھی یہی تاکید کرتا رہے کہ بغیر میری ماں اور میرے باپ کی رائے لئے ہرگز نہ کوئی کام کرے، نہ بغیر ان دونوں سے اجازت لئے گھر کی کوئی چیز استعمال کرے۔ اس طرز عمل سے ساس کے دل کو سکون و اطمینان رہے گا کہ اب بھی گھر کی مالکہ میں ہی ہوں اور بیٹا بہو دونوں میرے فرماں بردار ہیں پھر ہرگز ہرگز کبھی بھی وہ بیٹے اور بہو سے نہیں لڑے گی۔ جو لڑکے شادی کے بعد اپنی ماں سے لاپرواہی برتنے لگتے ہیں اور اپنی دلہن کو گھر کی مالکہ بنالیا کرتے ہیں عموماً اسی گھر میں ساس بہو کی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں لیکن جن گھروں میں ساس بہو اور بیٹے اپنے مذکورہ بالا فرائض کا خیال رکھتے ہیں ان گھروں میں ساس بہو کی لڑائیوں کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اس لئے بے حد ضروری ہے کہ سب اپنے اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا خیال و لحاظ رکھیں۔ خداوند کریم سب کو توفیق دے اور ہر مسلمان کے گھر کو امن و سکون کی بہشت بنادے۔ (آمین)

بیوی کے حقوق:۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے کچھ حقوق عورتوں پر لازم فرمائے ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی کچھ حقوق مردوں پر لازم ٹھہرا دیئے ہیں جن کا ادا کرنا مردوں پر فرض ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے "وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ" یعنی عورتوں کے مردوں کے اوپر اسی طرح کچھ حقوق ہیں جس طرح مردوں کے عورتوں پر اچھے برتاؤ کے ساتھ۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ "تم میں اچھے لوگ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ اچھی طرح پیش آئیں"۔

(مشکوٰۃ شریف ج 2 ص 280 مجتبائی)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی فرمان ہے کہ ”میں تم لوگوں کو عورتوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں لہٰذا تم لوگ میری وصیت کو قبول کرو۔“

(مشکوٰۃ شریف ج 2 ص 280 مجتبائی)

اور ایک حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ ”کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض و نفرت نہ رکھے کیونکہ اگر عورت کی کوئی عادت بری معلوم ہوتی ہو تو اس کی کوئی دوسری عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔“ (مشکوٰۃ شریف ج 2 ص 280 مجتبائی)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہوگا کہ کسی عورت کی تمام عادتیں خراب ہی ہوں بلکہ اس میں کچھ اچھی بری ہر قسم کی عادتیں ہوں گی۔ تو مرد کو چاہئے کہ عورت کی صرف خراب عادتوں ہی کو نہ دیکھتا رہے بلکہ خراب عادتوں سے نظر پھیر کر اس کی اچھی عادتوں کو بھی دیکھا کرے۔ بہر حال اللہ و رسول نے عورتوں کے کچھ حقوق مردوں کے اوپر لازم قرار دے دیے ہیں۔ لہٰذا ہر مرد پر ضروری ہے کہ نیچے لکھی ہوئی ہدایتوں پر عمل کرتا رہے۔ ورنہ خدا کے دربار میں بہت بڑا گنہگار اور برادری اور سماج کی نظروں میں ہر جگہ ذلیل و خوار ہوگا۔

1- ہر شوہر کے اوپر اس کی بیوی کا یہ حق فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی کے کھانے، پہننے اور رہنے اور دوسری ضروریات زندگی کا اپنی حیثیت کے مطابق اور اپنی طاقت بھر انتظام کرے اور ہر وقت اس کا خیال رکھے کہ یہ اللہ کی بندی میرے نکاح کے بندھن میں بندھی ہوئی ہے اور یہ اپنے ماں باپ، بھائی بہن اور تمام عزیز و اقارب سے جدا ہو کر صرف میری ہو کر رہ گئی ہے اور میری زندگی کے دکھ سکھ میں برابر کی شریک بن گئی ہے۔ اس لئے اس کی زندگی کی تمام ضروریات کا انتظام کرنا میرا فرض ہے۔ یاد رکھو! کہ جو مرد اپنی لاپرواہی سے اپنی بیویوں کے نان و نفقہ اور اخراجات زندگی کا انتظام نہیں کرتے وہ بہت بڑے گنہگار، حقوق العباد میں گرفتار اور قہر قہار و عذاب نار کے سزاوار ہیں۔

2- عورت کا یہ بھی حق ہے کہ شوہر اس کے بستر کا حق ادا کرتا رہے۔ شریعت میں اس کی کوئی حد مقرر نہیں ہے مگر کم سے کم اس قدر تو ہونا ہی چاہئے کہ عورت کی خواہش پوری ہو جایا کرے اور وہ اِدھر اُدھر تاک جھانک نہ کرے۔ جو مرد شادی کر کے بیویوں سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور عورت کے ساتھ اس کے بستر کا حق نہیں ادا کرتے وہ حق العباد یعنی بیوی کے حقوق میں گرفتار اور بہت بڑے گنہگار ہیں۔ اگر خدا نہ کرے شوہر کسی مجبوری سے اپنی عورت کے اس حق کو نہ ادا کر سکے تو شوہر پر لازم ہے کہ عورت سے اس کے اس حق کو معاف کرا لے۔ بیوی کے اس حق کی کتنی اہمیت ہے اس بارے میں حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بہت زیادہ عبرت خیز و نصیحت آمیز ہے۔ منقول ہے کہ امیر المومنین رات کو رعایا کی خبر گیری کے لئے شہر مدینہ میں گشت کر رہے تھے اچانک ایک مکان سے دردناک اشعار پڑھنے کی آواز سنی۔ آپ اسی جگہ کھڑے ہو گئے اور غور سے سننے لگے تو ایک عورت یہ شعر بڑے ہی دردناک لہجہ میں پڑھ رہی تھی کہ۔

فَوَ اللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ تُخْشٰی عَوَاقِبُہٗ!!

لَزُحْزِحَ مِنْ ھٰذَا السَّرِیْرِ جَوَانِبُہٗ

یعنی خدا کی قسم اگر خدا کے عذابوں کا خوف نہ ہوتا تو بلاشبہ اس چارپائی کے کنارے جنبش میں ہو جاتے۔

امیر المومنین نے صبح کو تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ اس عورت کا شوہر جہاد کے سلسلہ میں عرصہ دراز سے باہر گیا ہوا ہے اور یہ عورت اس کو یاد کر کے رنج و غم میں یہ شعر پڑھتی رہتی ہے۔ امیر المومنین کے دل پر اس کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ فوراً ہی آپ نے تمام سپہ سالاروں کو یہ فرمان لکھ بھیجا کہ کوئی شادی شدہ فوجی چار ماہ سے زیادہ اپنی بیوی سے جدا نہ رہے (تاریخ الخلفاء ص 95)

3- عورت کو بلا کسی بڑے قصور کے کبھی ہرگز ہرگز نہ مارے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

کوئی شخص عورت کو اس طرح نہ مارے جس طرح اپنے غلام کو مارا کرتا ہے پھر دوسرے وقت اس سے صحبت بھی کرے۔

(مشکوٰۃ شریف ج 2 ص 280 مجتبائی)

ہاں البتہ اگر عورت کوئی بڑا قصور کر بیٹھے تو بدلہ لینے یا دکھ دینے کے لئے نہیں بلکہ عورت کی اصلاح اور تنبیہ کی نیت سے شوہر اس کو مار سکتا ہے۔ مگر مارنے میں اس کا پوری طرح دھیان رہے کہ اس کو شدید چوٹ یا زخم نہ پہنچے۔ (قرآن مجید)

فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو چار باتوں پر سزا دے سکتا ہے اور وہ چار باتیں یہ ہیں۔

1- شوہر اپنی بیوی کو بناؤ سنگار اور صفائی ستھرائی کا حکم دے لیکن پھر بھی وہ پھوہڑ اور میلی کچیلی بنی رہے۔

2- شوہر صحبت کرنے کی خواہش کرے اور بیوی بلا کسی عذر شرعی منع کرے۔

3- عورت حیض اور جنابت سے غسل نہ کرتی ہو۔

4- بلا وجہ نماز ترک کرتی ہو۔

ان چاروں صورتوں میں شوہر کو چاہیئے کہ پہلے بیوی کو سمجھائے اگر مان جائے تو بہتر ہے ورنہ ڈرائے دھمکائے۔ اگر اس پر بھی نہ مانے تو اس شرط کے ساتھ مارنے کی اجازت ہے کہ منہ پر نہ مارے اور ایسی سخت مار نہ مارے کہ ہڈی ٹوٹ جائے یا بدن پر زخم ہو جائے۔

4- میاں بیوی کی خوشگوار زندگی بسر ہونے کے لئے جس طرح عورتوں کو مردوں کے جذبات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اسی طرح مردوں کو بھی لازم ہے کہ عورتوں کے جذبات کا خیال رکھیں ورنہ جس طرح مرد کی ناراضگی سے عورت کی زندگی جہنم بن جاتی ہے اسی طرح عورت کی ناراضگی بھی مردوں کے لئے وبالِ جان ہو جاتی ہے۔ اس لئے مرد کو لازم ہے کہ عورت کی صورت و سیرت پر طعنہ نہ مارے اور عورت کے میکہ والوں پر بھی طعنہ زنی اور نکتہ چینی نہ کرے۔ نہ عورت

کے ماں باپ اور عزیز واقارب کو عورت کے سامنے برا بھلا کہے کیونکہ ان باتوں سے عورت کے
دل میں مرد کی طرف سے نفرت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ میاں بیوی
کے درمیان ناچاقی پیدا ہو جاتی ہے اور پھر دونوں کی زندگی دن رات کی جلن اور گھٹن سے تلخ بلکہ
عذاب جان بن جاتی ہے۔

5-مرد کو چاہئے کہ خبردار، خبردار کبھی بھی اپنی عورت کے سامنے کسی دوسری عورت کے حسن و
جمال یا اس کی خوبیوں کا ذکر نہ کرے ورنہ بیوی کو فوراً ہی بدگمانی اور یہ شبہ ہو جائے گا کہ شائد میرا
شوہر کا اس عورت سے کوئی سانٹھ گانٹھ ہے یا کم سے کم قلبی لگاؤ ہے اور یہ خیال عورت کے دل کا
ایک ایسا کانٹا ہے کہ عورت کو ایک لمحہ کے لئے بھی صبر و قرار نصیب نہیں ہو سکتا یاد رکھو کہ جس
طرح کوئی شوہر اس کو برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کی بیوی کا کسی دوسرے مرد سے ساز باز ہو اسی
طرح کوئی عورت بھی ہرگز ہرگز کبھی اس بات کی تاب نہیں لاسکتی کہ اس کے شوہر کا کسی دوسری
عورت سے تعلق ہو، بلکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس معاملہ میں عورت کے جذبات مرد کے جذبات
سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوا کرتے ہیں لہٰذا اس معاملہ میں شوہر کو لازم ہے کہ بہت زیادہ
احتیاط رکھے ورنہ بدگمانیوں کا طوفان میاں بیوی کی خوشگوار زندگی کو تباہ و برباد کر دے گا۔

6-مرد بلاشبہ عورت پر حاکم ہے۔ لہٰذا مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ بیوی پر اپنا حکم چلائے مگر
پھر مرد کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنی بیوی سے کسی ایسے کام کی فرمائش نہ کرے جو اس کی طاقت
سے باہر ہو یا وہ کام اس کو انتہائی ناپسند ہو کیونکہ اگرچہ عورت جبراً قہراً وہ کام کر دے گی مگر اس
کے دل میں ناگواری ضرور پیدا ہو جائے گی جس سے میاں بیوی کی خوش مزاجی کی زندگی میں
کچھ نہ کچھ تلخی ضرور پیدا ہو جائے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ رفتہ رفتہ میاں بیوی میں اختلاف پیدا
ہو جائے گا۔

7-مرد کو چاہئے کہ عورت کی غلطیوں پر اصلاح کے لئے روک ٹوک کرتا رہے کبھی سختی اور غصہ
کے انداز میں اور کبھی محبت اور پیار اور ہنسی خوشی کے ساتھ بھی بات چیت کرے۔ جو لوگ ہر وقت

اپنی مونچھ میں ڈنڈا باندھے پھرتے ہیں اور سوائے ڈانٹ پھٹکار اور مار پیٹ کے اپنی بیوی سے کبھی کوئی بات ہی نہیں کرتے تو ان کی بیویاں شوہروں کی محبت سے مایوس ہو کر ان سے نفرت کرنے لگتی ہیں اور جو لوگ ہر وقت بیویوں کا ناز اٹھاتے رہتے ہیں۔ اور بیوی لاکھوں غلطیاں کرے مگر پھر بھی بھیگی بلی کی طرح اس کے سامنے میاؤں میاؤں کرتے رہتے ہیں ان لوگوں کی بیویاں گستاخ اور شوخ ہو کر شوہروں کو اپنی انگلیوں پر نچاتی رہتی ہیں۔ اس لئے شوہروں کو چاہئے کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کے اس قول پر عمل کریں کہ۔

درشتی و نرمی بہم در بہ است

چو فاصد کہ جراح و مرہم نہ است

یعنی سختی اور نرمی دونوں اپنے اپنے موقع پر بہت اچھی چیز ہے جیسے فصد کھولنے والا کہ زخم بھی لگاتا ہے اور مرہم بھی رکھ دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شوہر کو چاہئے کہ نہ بہت ہی کڑوا بنے نہ بہت ہی میٹھا، بلکہ سختی اور نرمی دونوں پر موقع کی مناسبت سے عمل کرتا رہے۔

8- شوہر کو یہ بھی چاہئے کہ سفر میں جاتے وقت اپنی بیوی سے انتہائی پیار و محبت کے ساتھ ہنسی خوشی سے ملاقات کر کے مکان سے نکلے، اور سفر سے واپس ہو کر کچھ نہ کچھ سامان بیوی کے لئے ضرور لائے کچھ نہ ہو تو کچھ کھٹا میٹھا ہی لیتا آئے اور بیوی سے یہ کہے کہ یہ خاص تمہارے ہی لئے میں لایا ہوں۔ شوہر کی اس ادا سے عورت کا دل بڑھ جائے گا اور وہ اس خیال سے بہت ہی خوش اور مگن رہے گی کہ میرے شوہر کو مجھ سے ایسی محبت ہے کہ وہ میری نظروں سے غائب رہنے کے بعد بھی مجھے یاد رکھتا ہے اور اس کو میرا خیال لگا رہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے بیوی اپنے شوہر کے ساتھ کس قدر زیادہ محبت کرنے لگے گی۔

9- عورت اگر اپنے میکہ سے کوئی چیز لا کر یا خود بنا کر پیش کرے تو مرد کو چاہئے کہ اگرچہ وہ چیز بالکل ہی گھٹیا درجے کی ہو، مگر اس پر خوشی کا اظہار کرے اور نہایت ہی تپاک اور انتہائی چاہ کے ساتھ اس کو قبول کرے۔ اور چند الفاظ تعریف کے بھی عورت کے سامنے کہہ دے تاکہ عورت

کا دل بڑھ جائے اور اس کا حوصلہ بلند ہو جائے۔ خبردار خبردار عورت کے پیش کیے ہوئے تحفوں کو کبھی ہرگز نہ ٹھکرائے۔ نہ اس کو حقیر بتائے نہ اس میں عیب نکالے ورنہ عورت کا دل ٹوٹ جائے گا اور اس کا حوصلہ پست ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ ٹوٹا ہوا شیشہ تو جوڑا جا سکتا ہے مگر ٹوٹا ہوا دل بڑی مشکل سے جڑتا ہے اور جس طرح شیشہ جڑ جانے کے بعد بھی اس کا داغ نہیں مٹتا اسی طرح ٹوٹا ہوا دل جڑ جائے پھر بھی دل میں داغ دھبہ باقی ہی رہ جاتا ہے۔

10- عورت اگر بیمار ہو جائے تو شوہر کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ عورت کی غم خواری اور تیمار داری میں ہرگز ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرے۔ بلکہ اپنی دلداری و دلجوئی اور بھاگ دوڑ سے عورت کے دل پر یہ نقش بٹھا دے کہ میرے شوہر کو مجھ سے بے حد محبت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت شوہر کے اس احسان کو یاد رکھے گی اور وہ بھی شوہر کی خدمت گزاری میں اپنی جان لڑا دے گی۔

11- شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی پر اعتماد اور بھروسہ کرے اور گھریلو معاملات اس کے سپرد کر دے تاکہ بیوی اپنی حیثیت کو پہچانے اور اس کا وقار اس میں خود اعتمادی پیدا کرے اور وہ نہایت ہی دلچسپی اور کوشش کے ساتھ گھریلو معاملات کے انتظام کو سنبھالے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران اور محافظ ہے اور اس معاملہ میں عورت سے قیامت میں خداوند قدوس پوچھ گچھ فرمائے گا!

بیوی پر اعتماد کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو گھر کے انتظامی معاملات میں ایک شعبہ کی ذمہ دار خیال کرے گی اور شوہر کو بڑی حد تک گھریلو بکھیڑوں سے نجات مل جائے گی اور سکون و اطمینان کی زندگی نصیب ہوگی۔

12- عورت کا اس کے شوہر پر ایک حق یہ بھی ہے کہ شوہر عورت کے بستر کی راز والی باتوں کو دوسروں کے سامنے نہ بیان کرے بلکہ اس کو راز بنا کر اپنے دل ہی میں رکھے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک بدترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے پھر اس کے پردہ کی باتوں کو لوگوں پر ظاہر کرے اور اپنی بیوی کو دوسروں کی

نگاہوں میں رسوا کرے۔

(مسلم شریف ج 1 ص 464)

13-شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے سامنے آئے تو میلے کچیلے گندے کپڑوں میں نہ آئے بلکہ بدن اور لباس و بستر وغیرہ کی صفائی ستھرائی کا خاص طور پر خیال رکھے۔ کیونکہ شوہر جس طرح یہ چاہتا ہے کہ اس کی بیوی بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے۔ اسی طرح عورت بھی یہ چاہتی ہے کہ میرا شوہر میلا کچیلا نہ رہے۔ لہٰذا میاں بیوی دونوں کو ہمیشہ ایک دوسرے کے جذبات واحساسات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات سے سخت نفرت تھی کہ آدمی میلا کچیلا بنا رہے اور اس کے بال الجھے رہیں۔ اس حدیث پر میاں بیوی دونوں کو عمل کرنا چاہیئے!

14-عورت کا اس کے شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ شوہر عورت کی نفاست اور بناؤ سنگار کا سامان یعنی صابون، تیل کنگھی، مہندی، خوشبو وغیرہ فراہم کرتا رہے تاکہ عورت اپنے آپ کو صاف ستھری رکھ سکے اور بناؤ سنگھار کے ساتھ رہے!۔

15-شوہر کو چاہئے کہ معمولی بے بنیاد باتوں پر اپنی بیوی کی طرف سے بدگمانی نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں ہمیشہ احتیاط اور سمجھ داری سے کام لے۔ یادرکھو کہ معمولی شہادت کی بنا پر بیوی کے اوپر الزام لگانا یا بدگمانی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ ﷺ کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ میری بیوی کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل نہیں ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ دیہاتی کی بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے اونٹ کس رنگ کے ہیں؟ اس نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا کہ جی ہاں کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ سرخ اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور

کہاں سے پیدا ہو گئے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔ اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔ اس لئے سرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہوا ہو۔ اور اس کی رگ نے تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنالیا ہو اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا۔ (بخاری ج 2 ص 799)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ محض اتنی سی بات پر کہ بچہ اپنے باپ کا ہم شکل نہیں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دیہاتی کو اس کی اجازت نہیں دی کہ وہ اپنے اس بچے کے بارے میں یہ کہہ سکے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ محض شبہ کی بنا پر اپنی بیوی کے اوپر الزام لگا دینا جائز نہیں ہے بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔

16- اگر میاں بیوی میں کوئی اختلاف یا کشیدگی پیدا ہو جائے تو شوہر پر لازم ہے کہ طلاق دینے میں ہرگز ہرگز جلدی نہ کرے بلکہ اپنے غصہ کو مضبوط کرے اور غصہ اتر جانے کے بعد ٹھنڈے دماغ سے سوچ بچار کر اور لوگوں سے مشورہ لے کر یہ غور کرے کہ کیا میاں بیوی میں نباہ کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر بناؤ اور نباہ کی کوئی شکل نکل آئے تو ہرگز طلاق نہ دے کیونکہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ حلال چیزوں میں سب سے زیادہ خدا کے نزدیک ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

(ابوداؤد ج 1 ص 303 باب کراہیۃ الطلاق مجتبائی)

اگر خدانخواستہ ایسی سخت ضرورت پیش آجائے کہ طلاق دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہے تو ایسی صورت میں طلاق دینے کی اجازت ہے۔ ورنہ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔

بعض جاہل ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بیوی کو طلاق دیتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں اور عالموں کے پاس جھوٹ بول بول کر مسئلہ پوچھتے پھرتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ غصہ میں طلاق دی تھی۔ کبھی کہتے ہیں کہ طلاق دینے کی نیت نہیں تھی غصہ میں بلا اختیار طلاق کا لفظ نکل گیا۔ کبھی

کہتے ہیں کہ عورت ماہواری کی حالت میں تھی۔ کبھی کہتے ہیں میں نے طلاق دی مگر بیوی نے طلاق لی نہیں ۔ حالانکہ ان گنواروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب صورتوں میں طلاق پڑ جاتی ہے اور بعض تو ایسے بدنصیب ہیں کہ تین طلاقیں دے کر جھوٹ بولتے ہیں کہ ایک ہی بار کہا تھا اور یہ کہہ کر بیوی کو رکھ لیتے ہیں اور عمر بھر زنا کاری کے گناہ میں پڑے رہتے ہیں۔ ان ظالموں کو اس کا احساس ہی نہیں ہوتا کہ تین طلاق کے بعد عورت بیوی نہیں رہ جاتی ۔ بلکہ وہ ایک ایسی اجنبی عورت ہو جاتی ہے کہ بغیر حلالہ کرائے اس سے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔ خداوند کریم ان لوگوں کو ہدایت دے۔ (آمین)

17۔ اگر کسی کے پاس دو بیویاں یا اس سے زیادہ ہوں تو اس پر فرض ہے کہ تمام بیویوں کے درمیان عدل اور برابری کا سلوک اور برتاؤ کرے۔ کھانے، پینے، مکان، سامان، روشنی، بناؤ سنگار کی چیزوں غرض تمام معاملات میں برابری برتے ۔ اسی طرح ہر بیوی کے پاس رات گزارنے کی باری مقرر کرنے میں بھی برابری کا خیال ملحوظ رکھے ۔ یاد رکھو کہ اگر کسی نے اپنی تمام بیویوں کے ساتھ یکساں اور برابر سلوک نہیں کیا تو وہ حق العباد میں گرفتار اور عذاب جہنم کا حق دار ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ ”جس شخص کے پاس دو بیویاں ہوں اور اس نے ان کے درمیان عدل اور برابری کا برتاؤ نہیں کیا تو وہ قیامت کے دن میدان محشر میں اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کا آدھا بدن مفلوج (فالج لگا ہوا) ہوگا“۔

(ترمذی ج ا ص 136)

18۔ اگر بیوی کے کسی قول و فعل ، بدخوئی ، سخت مزاجی ، زبان درازی وغیرہ سے شوہر کو کبھی کبھی اذیت اور تکلیف پہنچ جائے تو شوہر کو چاہیے کہ صبر و تحمل اور برداشت سے کام لے۔ کیونکہ عورتوں کا ٹیڑھا پن ایک فطری چیز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”عورت حضرت آدم علیہ السلام کی سب سے ٹیڑھی پسلی سے

پیدا کی گئی ہے۔ اگر کوئی شخص ٹیڑھی پسلی کو سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو پسلی کی ہڈی ٹوٹ جائے گی مگر وہ کبھی سیدھی نہیں ہو سکے گی۔ ٹھیک اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بالکل ہی سیدھی کرنے کی کوشش کرے گا تو یہ ٹوٹ جائیگی لہٰذا اگر عورت سے فائدہ اٹھانا ہے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا لو یہ بالکل سیدھی کبھی ہو ہی نہیں سکتی جس طرح ٹیڑھی پسلی کی ہڈی کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی"۔

(بخاری ج 2 ص 779)

19۔ شوہر کو چاہیے کہ عورت کے اخراجات کے بارے میں بہت زیادہ بخیلی اور کنجوسی نہ کرے نہ حد سے زیادہ فضول خرچی کرے۔ اپنی آمدنی کو دیکھ کر بیوی کے اخراجات مقرر کرے نہ اپنی طاقت سے بہت کم نہ اپنی طاقت سے بہت زیادہ۔

20۔ شوہر کو چاہئے کہ اپنی بیوی کو گھر کی چہار دیواری کے اندر قید کر کے نہ رکھے بلکہ کبھی کبھی والدین اور رشتہ داروں کے یہاں آنے جانے کی اجازت دیتا رہے اور اس کی سہیلیوں اور رشتہ داری والی عورتوں اور پڑوسیوں سے بھی ملنے جلنے پر پابندی نہ لگائے۔ بشرطیکہ ان عورتوں کے میل جول سے کسی فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو اور اگر ان عورتوں کے میل ملاپ سے بیوی کے بدچلن یا بداخلاق ہو جانے کا خطرہ ہو تو ان عورتوں سے میل جول پر پابندی لگا دینا ضروری ہے اور یہ شوہر کا حق ہے۔

مسلمان عورتوں کا پردہ :۔ اللہ و رسول (عزّ جلالہ، وصلی اللہ علیہ وسلم) نے انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق بدکاری کے دروازوں کو بند کرنے کے لیے عورتوں کو پردے میں رکھنے کا حکم دیا ہے۔ پردے کی فرضیت اور اس کی اہمیت قرآن مجید اور حدیثوں سے ثابت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر پردہ فرض فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی (پارہ 22 رکوع 1)

تم اپنے اپنے گھروں کے اندر رہو۔ اور بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلو جس طرح پہلے زمانے کے دور جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر نکل کر گھومتی پھرتی ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف عورتوں پر پردہ فرض کر کے یہ حکم دیا ہے کہ وہ گھروں کے اندر رہا کریں اور زمانہ جاہلیت کی بے حیائی و بے پردگی کی رسم کو چھوڑ دیں۔ زمانہ جاہلیت میں کفار عرب کا یہ دستور تھا کہ ان کی عورتیں خوب بن سنور کر بے پردہ نکلتی تھیں اور بازاروں اور میلوں میں مردوں کے دوش بدوش گھومتی پھرتی تھیں اسلام نے اس بے پردگی اور بے حیائی سے روکا۔ اور حکم دیا کہ عورتیں گھروں کے اندر رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں اور اگر کسی ضرورت سے انہیں گھر سے باہر نکلنا ہی پڑے تو زمانۂ جاہلیت کے مطابق بناؤ سنگار کر کے بے پردہ نہ نکلیں، بلکہ پردہ کے ساتھ باہر نکلیں۔

حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے جس وقت وہ بے پردہ ہو کر باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانک کر دیکھتا ہے۔“ (ترمذی ج 1 ص 140)

اور ایک حدیث میں ہے کہ ”بناؤ سنگار کر کے اترا اترا کر چلنے والی عورت کی مثال اس تاریکی کی ہے جس میں بالکل روشنی ہی نہ ہو“۔ (ترمذی ج 1 ص 139)

اسی طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے تاکہ لوگ اس کی خوشبو سونگھیں وہ عورت بدچلن ہے۔“ (نسائی)

پیاری بہنو! آج کل جو عورتیں بناؤ سنگار کر کے اور عریاں لباس پہن کر، خوشبو لگائے بلا پردہ بازاروں میں گھومتی پھرتی ہیں اور سینما، تھیٹروں میں جاتی ہیں وہ ان حدیثوں کی روشنی میں اپنے

بارے میں خود ہی فیصلہ کرلیں کہ وہ کون ہیں؟ اور کیسی ہیں؟ اور کتنی بڑی گنہگار ہیں؟

اے اللہ کی بندیو! تم خدا کے فضل سے مسلمان ہو۔ اللہ و رسول نے تمہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ تمہارے ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تم اللہ و رسول کے احکام کو سنو اور ان پر عمل کرو۔ اللہ و رسول نے تمہیں پردے میں رہنے کا حکم دیا ہے اس لئے تم کو لازم ہے کہ تم پردہ میں رہا کرو اور اپنے شوہر اور اپنے باپ داداؤں کی عزت و عظمت اور ان کے ناموس کو برباد نہ کرو۔ یہ دنیا کی چند روزہ زندگی آنی فانی ہے یاد رکھو! کہ ایک دن مرنا ہے اور پھر قیامت کے دن اللہ و رسول کو منہ دکھانا ہے قبر اور جہنم کے عذابوں کو یاد کرو۔ حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ زہرا اور امت کی ماؤں یعنی رسول اللہ ﷺ کی مقدس بیویوں کے نقش قدم پر چل کر اپنی دنیا و آخرت کو سنوارو اور خدا کے لئے یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی عورتوں کے طریقوں پر چلنا چھوڑ دو۔

پردہ عزت ہے، بے عزتی نہیں:۔ آج کل بعض ملحد قسم کے دشمنان اسلام مسلمان عورتوں کو یہ کہہ کر بہکایا کرتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو پردہ میں رکھ کر عورتوں کی بے عزتی کی ہے اس لئے عورتوں کو پردوں سے نکل کر ہر میدان میں مردوں کے دوش بدوش کھڑی ہو جانا چاہیئے۔ مگر پیاری بہنو! خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ ان مردوں کا یہ پروپیگنڈہ اتنا گندہ اور گھناؤنا فریب اور دھوکہ ہے کہ شاید شیطان کو بھی نہ سوجھا ہوگا۔

اے اللہ کی بندیو! تمہی انصاف کرو کہ تمام کتابیں کھلی پڑی رہتی ہیں اور بے پردہ رہتی ہیں مگر قرآن شریف پر ہمیشہ غلاف چڑھا کر اس کو پردے میں رکھا جاتا ہے تو بتاؤ کیا قرآن مجید پر غلاف چڑھانا یہ قرآن شریف کی عزت ہے یا بے عزتی؟ اسی طرح تمام دنیا کی مسجدیں ننگی اور بے پردہ رکھی گئی ہیں، مگر خانہ کعبہ پر غلاف چڑھا کر اس کو پردہ میں رکھا گیا ہے تو بتاؤ کیا کعبہ مقدسہ پر غلاف چڑھانا اس کی عزت ہے یا بے عزتی۔ تمام دنیا کو معلوم ہے کہ قرآن مجید اور کعبہ معظمہ پر غلاف چڑھا کر ان دونوں کی عزت و عظمت کا اعلان کیا گیا ہے کہ تمام کتابوں میں سب سے افضل و اعلیٰ قرآن مجید ہے اور تمام مسجدوں میں افضل و اعلیٰ کعبہ معظمہ ہے۔ اسی طرح

مسلمان عورتوں کو پردہ کا حکم دے کر اللہ و رسول کی طرف سے اس بات کا اعلان کیا گیا ہے کہ اقوام عالم کی تمام عورتوں میں مسلمان عورت تمام عورتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

پیاری بہنو! اب تمہی کو اس کا فیصلہ کرنا ہے کہ اسلام نے مسلمان عورتوں کو پردہ میں رکھ کر ان کی عزت بڑھائی ہے یا ان کی بے عزتی کی ہے۔

کن لوگوں سے پردہ فرض ہے؟ ہر غیر محرم مرد خواہ اجنبی ہو خواہ رشتہ دار، باہر رہتا ہو یا گھر کے اندر ہر ایک سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے ہاں ان مردوں سے جو عورت کے محرم ہوں ان سے پردہ کرنا عورت پر فرض نہیں۔ محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہو سکتا۔ مثلاً باپ، دادا، چچا، ماموں، نانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، پوتا، نواسہ، سسر ان لوگوں سے پردہ ضروری نہیں ہے۔ غیر محرم وہ مرد ہیں جن سے عورت کا نکاح ہو سکتا ہے جیسے چچازاد بھائی، ماموں زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، جیٹھ، دیور وغیرہ یہ سب عورت کے غیر محرم ہیں اور ان سب لوگوں سے پردہ کرنا عورت پر فرض ہے۔ ہندوستان میں یہ بہت ہی غلط اور خلاف شریعت رواج ہے کہ عورتیں اپنے دیوروں سے بالکل ہی پردہ نہیں کرتیں، بلکہ دیوروں سے ہنسی مذاق، اور ان کے ساتھ ہاتھاپائی تک کرنے کو برا نہیں سمجھتیں، حالانکہ دیور عورت کا محرم نہیں ہے اس لئے دوسرے تمام غیر محرم مردوں کی طرح عورتوں کو دیوروں سے بھی پردہ کرنا فرض ہے، بلکہ حدیث شریف میں تو یہاں تک دیوروں سے پردہ کی تاکید ہے کہ ''اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ'' یعنی دیور عورت کے حق میں ایسا ہی خطرناک ہے جیسے کہ موت اور عورت کو دیور سے اسی طرح دور بھاگنا چاہیئے جس طرح لوگ موت سے بھاگتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ج 2 ص 268)

بہرحال خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ ہر غیر محرم سے پردہ فرض ہے۔ چاہے وہ اجنبی مرد ہو یا رشتہ دار، دیور، جیٹھ بھی غیر محرم ہی ہیں اس لئے ان لوگوں سے بھی پردہ کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح کفار و مشرکین کی عورتوں سے بھی مسلمان عورت کو پردہ کرنا چاہیئے۔ اسی طرح ہیجڑوں، اور بدچلن عورتوں

سے بھی پردہ کرنا لازم ہے اوران کے گھروں میں آنے جانے سے روک دینا چاہئے۔

مسئلہ : عورت کا پیر بھی عورت کا غیر محرم ہے اس لئے مریدہ کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے اور پیر کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ اپنی مریدہ کو بے پردہ دیکھے یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھے، بلکہ پیر کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اس کو بیعت کرے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ سے عورتوں کا امتحان فرماتے تھے۔ جو عورت اس آیت میں ذکر کی ہوئی باتوں کا اقرار کرلیتی تھی تو آپ اس سے فرمادیتے تھے کہ میں نے تجھ سے یہ بیعت لے لی۔ یہ بیعت بذریعہ کلام ہوتی تھی خدا کی قسم کبھی بھی حضور کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔ (بخاری ج 2 ص 726)

بہترین شوہر کون ہے:۔ شوہروں کے بارے میں اوپر لکھی ہوئی ہدایات کی روشنی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہترین شوہر کون ہے! تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ

بہترین شوہر وہ ہے:۔ 1- جو اپنی بیوی کے ساتھ نرمی، خوش خلقی اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آئے۔

2- جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا کرنے میں کسی قسم کی غفلت اور کوتاہی نہ کرے۔

3- جو اپنی بیوی کا اس طرح ہو کر رہے کہ کسی اجنبی عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

4- جو اپنی بیوی کو اپنے عیش و آرام میں برابر کا شریک سمجھے۔

5- جو اپنی بیوی پر کبھی ظلم اور کسی قسم کی بے جا زیادتی نہ کرے۔

6- جو اپنی بیوی کی تندمزاجی اور بداخلاقی پر صبر کرے۔

7- جو اپنی بیوی کی خوبیوں پر نظر رکھے اور معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے۔

8- جو اپنی بیوی کی مصیبتوں، بیماریوں اور رنج و غم میں دل جوئی، تیمارداری اور وفاداری کا ثبوت دے۔

9- جو اپنی بیوی کو پردہ میں رکھ کر عزت وآبرو کی حفاظت کرے۔

10- جو اپنی بیوی کو دینداری کی تاکید کرتا رہے اور شریعت کی راہ پر چلائے۔

11- جو اپنی بیوی اور اہل وعیال کو کما کما کر رزق حلال کھلائے۔

12- جو اپنی بیوی کے میکہ والوں اور اس کی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرے۔

13- جو اپنی بیوی کو ذلت ورسوائی سے بچائے رکھے۔

14- جو اپنی بیوی کے اخراجات میں بخیلی اور کنجوسی نہ کرے۔

15- جو اپنی بیوی پر اس طرح کنٹرول رکھے کہ وہ کسی برائی کی طرف رخ بھی نہ کر سکے۔

4- عورت ماں بن جانے کے بعد

عورت جب صاحبِ اولاد اور بچوں کی ماں بن جائے تو اس پر مزید ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے کیونکہ شوہر اور والدین وغیرہ کے حقوق کے علاوہ بچوں کے حقوق بھی عورت کے سر پر سوار ہو جاتے ہیں جن کو ادا کرنا ہر ماں کا فرض منصبی ہے۔ جو ماں اپنے بچوں کا حق نہ ادا کرے گی یقیناً وہ شریعت کے نزدیک بہت بڑی گناہگار اور سماج کی نظروں میں ذلیل وخوار ٹھہرے گی۔

بچوں کے حقوق:۔ 1- ہر ماں پر لازم ہے کہ اپنے بچوں سے پیار ومحبت کرے اور ہر معاملہ میں ان کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ کرے۔ اور ان کی دلجوئی ودل بستگی میں لگی رہے اور ان کی پرورش اور تربیت میں پوری پوری کوشش کرے۔

2- اگر ماں کے دودھ میں کوئی خرابی نہ ہو تو خود ماں اپنا دودھ اپنے بچوں کو پلائے کہ دودھ کا بچوں پر بڑا اثر پڑتا ہے۔

3- بچوں کی صفائی ستھرائی اور ان کی تندرستی وسلامتی کا خاص طور پر دھیان رکھے۔

4- بچوں کو ہر قسم کے رنج وغم اور تکلیفوں سے بچاتی رہے۔

5- بے زبان بچے اپنی ضروریات بتا نہیں سکتے۔ اس لئے ماں کا فرض ہے کہ بچوں کے اشارات کو سمجھ کر ان کی ضروریات کو پوری کرتی رہے۔

6-بعض مائیں چلا کر یا بلی کی طرح بول کر، یا سپاہی کا نام لے کر، یا کوئی دھما کہ کر کے چھوٹے بچوں کو ڈرایا کرتی ہیں یہ بہت ہی بری باتیں ہیں۔ بار بار ایسا کرنے سے بچوں کا دل کمزور ہو جاتا ہے اور وہ بڑے ہونے کے بعد ڈرپوک ہو جایا کرتے ہیں۔

7-بچے جب کچھ بولنے لگیں تو ماں کو چاہئے کہ انہیں بار بار اللہ ورسول کا نام سنائے۔ ان کے سامنے بار بار کلمہ پڑھے یہاں تک کہ وہ کلمہ پڑھنا سیکھ جائیں۔

8-جب بچے بچیاں تعلیم کے قابل ہو جائیں تو سب سے پہلے ان کو قرآن شریف اور دینیات کی تعلیم دلائیں۔

9-بچوں کو اسلامی آداب واخلاق اور دین ومذہب کی باتیں سکھائیں۔

10-اچھی باتوں کی رغبت دلائیں اور بری باتوں سے نفرت دلائیں۔

11- تعلیم وتربیت پر خاص طور پر توجہ کریں اور تربیت کا دھیان رکھیں کیونکہ بچے سادہ ورق کے مانند ہوتے ہیں۔ سادہ کاغذ پر نقش ونگار بنائے جائیں وہ بن جاتے ہیں اور بچوں بچیوں کا سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے اس لئے ماں کی تعلیم وتربیت کا بچوں پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ لہٰذا ہر ماں کا فرض منصبی ہے کہ بچوں کو اسلامی تہذیب وتمدن کے سانچے میں ڈھال کر ان کی بہترین تربیت کرے اگر ماں اپنے اس حق کو نہ ادا کرے گی تو گناہگار ہوگی۔

12-جب بچہ یا بچی سات برس کے ہو جائیں تو ان کو طہارت اور وضو وغسل کا طریقہ سکھائیں اور نماز کی تعلیم دے کر ان کو نمازی بنائیں اور پاکی وناپاکی اور حلال وحرام اور فرض و سنت وغیرہ کے مسائل ان کو بتائیں۔

13-خراب لڑکوں اور لڑکیوں کی صحبت، ان کے ساتھ کھیلنے سے بچوں کو روکیں اور کھیل تماشوں کے دیکھنے سے، ناچ گانے، سینما تھیٹر، وغیرہ لغویات سے بچوں اور بچیوں کو خاص طور پر بچائیں۔

14-ہر ماں باپ کا فرض ہے کہ بچوں اور بچیوں کو ہر برے کاموں سے بچائیں اور ان کو اچھے

کاموں کی رغبت دلائیں تاکہ بچے اور بچیاں اسلامی آداب و اخلاق کے پابند اور ایمانداری و دینداری کے جوہر سے آراستہ ہو جائیں اور صحیح معنوں میں مسلمان بن کر اسلامی زندگی بسر کریں۔

15- یہ بھی بچوں کا حق ہے کہ ان کی پیدائش کے ساتویں دن ماں باپ ان کا سر منڈا کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں اور بچے کا کوئی اچھا نام رکھیں۔ خبردار، خبردار ہرگز بچوں اور بچیوں کا کوئی برا نام نہ رکھیں۔

16- جب بچہ پیدا ہو تو فوراً ہی اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھیں تاکہ بچہ شیطان کے خلل سے محفوظ رہے اور چھوہارہ وغیرہ کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈال دیں تاکہ بچہ شیریں زبان اور با اخلاق ہو۔

17- نیا میوہ، نیا پھل، پہلے بچوں کو کھلائیں پھر خود کھائیں کہ بچے بھی تازہ پھل ہیں نئے پھل کو نیا پھل دینا اچھا ہے۔

18- چند بچے بچیاں ہوں تو جو چیزیں سب کو یکساں اور برابر دیں، ہرگز کمی بیشی نہ کریں ورنہ بچوں کی حق تلفی ہوگی۔ بچیوں کو ہر چیز بچوں کے برابر ہی دیں بلکہ بچیوں کی دلجوئی و دلداری کا خاص طور پر خیال رکھیں کیونکہ بچیوں کا دل بہت نازک ہوتا ہے۔

19- لڑکیوں کو لباس اور زیور سے آراستہ اور بناؤ سنگار کے ساتھ رکھیں تاکہ لوگ رغبت کے ساتھ نکاح کا پیغام دیں ہاں اس کا خیال رکھیں کہ وہ زیورات پہن کر باہر نہ نکلیں کہ چوروں ڈاکوؤں سے جان کا خطرہ ہے۔ بچیوں کو بالاخانوں پر نہ رہنے دیں کہ اس میں بے حیائی کا خطرہ ہے۔

20- حتیٰ الامکان بارہ برس کی عمر میں بچوں کی شادی کر دیں مگر خبردار ہرگز کسی بددین یا بد مذہب مثلاً رافضی، خارجی، وہابی، غیر مقلد، وغیرہ کے یہاں لڑکوں یا لڑکیوں کی شادی نہ کریں ورنہ اولاد کی بہت بڑی حق تلفی ہوگی اور ماں باپ کے سروں پر بہت بڑے گناہ کا بوجھ ہوگا اور وہ عذاب جہنم کے حقدار ہوں گے۔ اسی طرح فاسقوں، فاجروں، شرابیوں، بدکاروں، حرام کی کمائی کھانے والوں، سود خوروں اور ناجائز کام دھندا کرنے والوں کے یہاں بھی لڑکوں اور لڑکیوں

کی شادیاں نہ کریں اور رشتہ تلاش کرنے میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ مذہب اہلسنت اور دیندار ہونے کا خاص طور پر دھیان رکھیں۔

اولاد کی پرورش کرنے کا طریقہ:۔ ہر ماں باپ کو یہ جان لینا چاہیئے کہ بچپن میں جو اچھی یا بری عادتیں بچوں میں پختہ ہو جاتی ہیں وہ عمر بھر نہیں چھوٹتی ہیں اس لئے ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو بچپن ہی میں اچھی عادتیں سکھائیں اور بری عادتوں سے بچائیں۔ جو لوگ یہ کہہ کر کہ ابھی بچہ ہے بڑا ہوگا تو ٹھیک ہو جائے گا بچوں کو شرارتوں اور غلط عادتوں سے نہیں روکتے وہ لوگ درحقیقت بچوں کے مستقبل کو خراب کرتے ہیں اور بڑے ہونے کے بعد بچوں کے برے اخلاق اور گندی عادتوں پر روتے اور ماتم کرتے ہیں۔ اس لئے نہایت ضروری ہے کہ بچپن ہی میں اگر بچوں کی کوئی شرارت یا بری عادت دیکھیں تو اس پر روک ٹوک کرتے رہیں بلکہ سختی کے ساتھ ڈانٹتے پھٹکارتے رہیں اور طرح طرح سے بری عادتوں کی برائیوں کو بچوں کے سامنے ظاہر کر کے بچوں کو ان خراب عادتوں سے نفرت دلاتے رہیں اور بچوں کی خوبیوں اور اچھی اچھی عادتوں پر خوب خوب شاباش کہہ کر ان کا من بڑھائیں بلکہ کچھ انعام دے کر ان کا حوصلہ بلند کریں۔ اس سے قبل بچوں کے حقوق کے بیان میں بچوں کے لئے بہت سی مفید باتیں ہم لکھ چکے ہیں۔ اب اس سے کچھ زائد باتیں بھی ہم لکھتے ہیں۔ ماں باپ پر لازم ہے کہ ان باتوں کا خاص طور پر دھیان رکھیں تاکہ بچوں اور بچیوں کا مستقبل روشن اور شاندار بن جائے۔

1۔ بچوں کو دودھ پلانے اور کھانا کھلانے کے لئے وقت مقرر کر لو۔ جو عورتیں ہر وقت بچوں کو دودھ پلاتی یا جلدی جلدی بچوں کو دن رات میں بار بار کھانا کھلاتی رہتی ہیں ان بچوں کا ہاضمہ خراب اور معدہ کمزور ہو جایا کرتا ہے اور بچے قے اور دست کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو جایا کرتے ہیں۔

2۔ بچوں کو صاف ستھرا رکھو مگر بہت زیادہ بناؤ سنگار مت کرو کہ اس سے اکثر نظر لگ جایا کرتی ہے۔

3- بچوں کو ہر دم گود میں نہ لئے رہو بلکہ جب تک وہ بیٹھنے کے قابل نہ ہوں پالنے میں زیادہ تر سلائے رکھو اور جب وہ بیٹھنے کے قابل ہوں تو ان کو رفتہ رفتہ مسندوں اور تکیوں کا سہارا دے کر بٹھانے کی کوشش کرو ہر دم گود میں لئے رہنے سے بچے کمزور ہو جایا کرتے ہیں اور وہ گود میں رہنے کی عادت پڑ جانے سے بہت دیر میں چلتے اور بیٹھتے ہیں۔

4- بعض عورتیں اپنے بچوں کو مٹھائی کثرت سے کھلایا کرتی ہیں۔ یہ سخت مضر ہے مٹھائی کھانے سے دانت خراب اور معدہ کمزور، اور بکثرت صفراوی بیماریاں اور پھوڑے پھنسی کا روگ بچوں کو لگ جاتا ہے۔ مٹھائیوں کی جگہ گلوکوز کے بسکٹ بچوں کے لئے اچھی غذا ہے۔

5- بچوں کے سامنے زیادہ کھانے کی برائی بیان کرتے رہو۔ اور ہر وقت کھاتے پیتے رہنے سے بھی بچوں کو نفرت دلاتے رہو۔ مثلاً یوں کہا کرو کہ جو زیادہ کھاتا ہے وہ جنگلی اور بدو ہوتا ہے اور ہر وقت کھاتے پیتے رہنا یہ بندروں کی عادت ہے۔

6- بچوں کی ہر ضد پوری مت کرو کہ اس سے بچوں کا مزاج بگڑ جاتا ہے اور وہ ضدی ہو جاتے ہیں اور یہ عادت عمر بھر نہیں چھوٹتی۔

7- بچوں کے ہاتھ سے فقیروں کو کھانا اور پیسہ دلایا کرو اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں بچوں کے ہاتھ سے اس کے بھائی بہنوں کو یا دوسرے بچوں کو دلایا کرو تا کہ سخاوت کی عادت ہو جائے اور خود غرضی اور نفس پروری کی عادت پیدا نہ ہو اور بچہ کنجوس نہ ہو جائے۔

8- چلا کر بولنے اور جواب دینے سے ہمیشہ بچوں کو روکو خاص کر بچیوں کو تو خوب خوب ڈانٹ پھٹکار کرو۔ ورنہ بڑی ہونے کے بعد بھی یہی عادت پڑی رہے گی تو میکے اور سسرال دونوں جگہ سب کی نظروں میں ذلیل و خوار بنی رہے گی اور منہ پھٹ اور بدتمیز کہلائے گی۔

9- غصہ کرنا اور بات بات پر روٹھ کر منہ پھلانا، بہت زیادہ اور بہت زور سے ہنسنا، خواہ مخواہ بھائی بہنوں سے لڑنا جھگڑنا، چغلی کھانا، گالی بکنا ان حرکتوں پر لڑکوں اور خاص کر لڑکیوں کو بہت زیادہ تنبیہ کرو۔ ان بری عادتوں کا پڑ جانا عمر بھر کے لئے رسوائی کا سامان ہے۔

10-اگر بچہ کہیں سے کسی کی کوئی چیز اٹھالائے اگرچہ کتنی ہی چھوٹی چیز کیوں نہ ہواس پر سب گھر والے خفا ہو جائیں اور سب گھر والے بچے کو چور، چور کہہ کر شرم دلائیں اور بچے کو مجبور کریں کہ وہ فوراً اس چیز کو جہاں سے وہ لایا ہے اسی جگہ اس کو رکھ آئے پھر چوری سے نفرت دلانے کے لئے اس کا ہاتھ دھلائیں اور کان پکڑ کر اس سے توبہ کرائیں تاکہ بچوں کے ذہن میں اچھی طرح یہ بات جم جائے کہ پرائی چیز لینا یہ چوری ہے اور چوری بہت ہی برا کام ہے۔

11- بچے غصہ میں اگر کوئی چیز توڑیں پھوڑیں۔ یا کسی کو مار بیٹھیں تو بہت زیادہ ڈانٹو۔ بلکہ مناسب سزا دو تاکہ بچے پھر ایسا نہ کریں اس موقع پر لاڈ پیار نہ کرو۔

12- کبھی کبھی بچوں کو بزرگوں اور نیک لوگوں کی حکایتیں سنایا کرو مگر خبردار عاشق معشوق کے قصے کہانیاں بچوں کے کان میں نہ پڑیں۔ نہ ایسی کتابیں بچوں کے ہاتھوں میں دو جن سے اخلاق خراب ہوں۔

13-لڑکوں اور لڑکیوں کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھادو جس سے ضرورت کے وقت وہ کچھ کما کر بسر اوقات کر سکیں۔ مثلاً سلائی کا طریقہ، یا موزہ بنیان، سویٹر بننا، یا رسی بٹنا، یا چرخہ کاتنا، خبردار ان ہنر کی باتوں کو سکھانے میں شرم و عار محسوس نہ کرو۔

14-بچوں میں بچپن ہی سے اس بات کی عادت ڈالو کہ وہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں وہ اپنا بچھونا خود اپنے ہاتھ سے بچھائیں اور صبح کو خود اپنے ہاتھ سے اپنا بستر لپیٹ کر اس کی جگہ پر رکھیں۔ اپنے کپڑوں اپنے زیوروں کو خود سنبھال کر رکھیں۔

15-لڑکیوں کو برتن دھونے اور کھانے پکانے، گھروں اور سامانوں کی صفائی ستھرائی اور سجاوٹ، کپڑا دھونے، کپڑا رنگنے، سینے پرونے کا سب کام ماں کو لازم ہے کہ بچپن ہی سے سکھانا شروع کر دے اور لڑکیوں کو محنت مشقت اٹھانے کی عادت پڑ جائے۔ اس کی کوشش کرنی چاہیے۔

16-ماں کو لازم ہے کہ بچوں کے دل میں باپ کا ڈر بٹھاتی رہے تاکہ بچوں کے دلوں میں باپ کا ڈر رہے۔

17- بچے اور بچیاں کوئی کام چھپ چھپا کر کریں تو ان کی روک ٹوک کرو کہ یہ اچھی عادت نہیں۔

18- بچوں سے کوئی محنت کا کام لیا کرو مثلاً لڑکوں کے لئے لازم کردو کہ وہ کچھ دور دوڑ لیا کریں اور لڑکیاں چرخہ چلائیں یا چکی پیس لیں تا کہ ان کی تندرستی ٹھیک رہے۔

19- بچوں اور بچیوں کو کھانے، پہننے اور لوگوں سے ملنے ملانے اور محفلوں میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ اور سلیقہ سکھانا ماں باپ کے لئے ضروری ہے۔

20- چلنے میں تاکید کرو کہ بچے جلدی جلدی اور دوڑتے ہوئے نہ چلیں اور نظر اوپر اٹھا کر یا ادھر ادھر دیکھتے ہوئے نہ چلیں اور نہ بیچ سڑک پر چلیں، بلکہ ہمیشہ سڑک کے کنارے کنارے چلیں۔

ماں باپ کے حقوق:- ہر مرد و عورت پر اپنے ماں باپ کے حقوق کو بھی ادا کرنا فرض ہے۔ خاص کر نیچے لکھے ہوئے چند حقوق کا تو بہت ہی خاص طور سے دھیان رکھنا بے حد ضروری ہے۔

1- خبردار، خبردار ہرگز اپنے کسی قول و فعل سے ماں باپ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دیں اگرچہ ماں باپ اولاد پر کچھ زیادتی بھی کریں، مگر پھر بھی اولاد پر فرض ہے کہ وہ ہرگز کبھی بھی اور کسی حال میں بھی ماں باپ کا دل نہ دکھائیں۔

2- اپنی ہر بات اور اپنے ہر عمل سے ماں باپ کی تعظیم و تکریم کرے اور ہمیشہ ان کی عزت و حرمت کا خیال رکھے۔

3- ہر جائز کام میں ماں باپ کے حکموں کی فرماں برداری کرے۔

4- اگر ماں باپ کو کوئی بھی حاجت ہو تو جان و مال سے ان کی خدمت کرے۔

5- اگر ماں باپ اپنی ضرورت سے اولاد کے مال و سامان میں سے کوئی چیز لے لیں تو خبردار ہرگز برا نہ مانیں، نہ اظہار ناراضگی کریں، بلکہ یہ سمجھیں کہ میں اور میرا مال سب ماں باپ ہی کا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص سے یہ فرمایا کہ

اَنْتَ وَ مَالُكَ لِاَبِيْكَ   یعنی تو اور تیرا مال سب تیرے باپ کا ہے۔

6-ماں باپ کا انتقال ہو جائے تو اولاد پر ماں باپ کا یہ حق ہے کہ ان کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتے رہیں اور اپنی نفلی عبادتوں اور خیرات کا ثواب ان کی روحوں کو پہنچاتے رہیں کھانوں اور شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلا کر ان کی ارواح کو ایصال ثواب کرتے رہیں۔

7-ماں باپ کے دوستوں اور ان کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ احسان اور اچھا برتاؤ کرتے رہیں۔

8-ماں باپ کے ذمہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں یا جن کاموں کی وہ وصیت کر گئے ہوں ان کی وصیتوں پر عمل کریں۔

9-جن کاموں سے زندگی میں ماں باپ کو تکلیف ہوا کرتی تھی ان کی وفات کے بعد بھی ان کاموں کو نہ کریں کہ اس سے ان کی روحوں کو تکلیف پہنچے گی۔

10- کبھی کبھی ماں باپ کی قبروں کی زیارت کے لئے بھی جایا کریں۔ ان کے مزاروں پر فاتحہ پڑھیں، سلام کریں اور ان کے لئے دعا مغفرت کریں۔ اس سے ماں باپ کی ارواح کو خوشی ہوگی اور فاتحہ کا ثواب فرشتے نور کی تھالیوں میں رکھ کر ان کے سامنے پیش کریں گے اور ماں باپ خوش ہو کر اپنے بیٹے بیٹیوں کو دعائیں دیں گے۔ دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ وغیرہ کے حقوق بھی ماں باپ ہی کی طرح ہیں۔ یوں ہی بڑے بھائی کا حق بھی باپ ہی جیسا ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ

حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ حَقُّ   یعنی بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا

اَلْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ   ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر ہے۔

(مشکوٰۃ ج 2 ص 421 مجتبائی)

اس زمانے میں لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کے حقوق سے بالکل ہی جاہل اور غافل ہیں۔ ان کی تعظیم و تکریم اور فرماں برداری و خدمت گزاری سے منہ موڑے ہوئے ہیں بلکہ کچھ تو اتنے بڑے

بد بخت اور نالائق ہیں کہ ماں باپ کو اپنے قول و فعل سے اذیت اور تکلیف دیتے ہیں اور اس طرح گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو کر قہر قہار و غضب جبار میں گرفتار اور عذاب جہنم کے حق دار بن رہے ہیں۔

خوب یاد رکھو کہ تم اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا یا برا جو سلوک بھی کرو گے ویسا ہی سلوک تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ کرے گی اور یہ بھی جان لو کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے سے رزق میں ترقی اور عمر میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ کا فرمان ہے جو ہرگز کبھی غلط نہیں ہو سکتا اس بات پر ایمان رکھو کہ

ہزار فلسفیوں کی چنیں چناں بدلی
نبی کی بات بدلتی نہ تھی نہیں بدلی

رشتہ داروں کے حقوق:۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اور حضور نبی اکرم ﷺ نے حدیث شریف میں بار بار رشتہ داروں کے ساتھ احسان اور اچھے برتاؤ کا حکم فرمایا ہے لہٰذا ان لوگوں کے حقوق کو بھی ادا کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم اور ضروری ہے خاص طور پر ان چند باتوں پر عمل کرنا تو لازمی ہے۔

1- اگر اپنے عزیز و اقربا مفلس و محتاج ہوں اور کھانا کھانے کی طاقت نہ رکھتے ہوں تو اپنی طاقت بھر اور اپنی گنجائش کے مطابق ان کی مالی مدد کرتے رہیں۔

2- کبھی کبھی اپنے رشتہ داروں کے یہاں آتے جاتے بھی رہیں اور ان کی خوشی اور غمی میں ہمیشہ شریک رہیں۔

3- خبردار، خبردار، ہرگز کبھی رشتہ داروں سے قطع تعلق کر کے رشتہ کو نہ کاٹیں۔ رشتہ داری کاٹ ڈالنے کا بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ (مشکوٰۃ 2 ص 419 مجتبائی)

یعنی اپنی رشتہ داریوں سے قطع تعلق کرنے والا جنت میں نہیں داخل ہوگا

اگر رشتہ داروں کی طرف سے کوئی تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس پر صبر کرنا اور پھر بھی ان سے میل جول اور تعلق کو برقرار رکھنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو تم سے تعلق کاٹ لے تم اس سے میل ملاپ رکھو اور جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کر دو اور جو تمہارے ساتھ بدسلوکی کرے تم اس کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہو۔

اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھائی کرنے سے آدمی اپنے اہل و عیال کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کی مالداری بڑھ جاتی ہے اور اس کی عمر میں درازی اور برکت ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ ج 2 ص 420 مجتبائی)

ان حدیثوں سے سبق ملتا ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا کتنا بڑا اجر و ثواب ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے فوائد و منافع کس قدر زیادہ ہیں اور رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی اور ان سے تعلق کاٹ لینے کا گناہ کتنا بھیانک اور خوفناک ہے اور دونوں جہان میں اس کا نقصان اور وبال کس قدر زیادہ خطرناک ہے۔ اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم ہے کہ اپنے رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے، اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ اور نیک سلوک کرنے کا خاص طور پر دھیان رکھے۔ یاد رکھو کہ شریعت کے احکام پر عمل کرنا ہی مسلمان کے لئے دونوں جہان میں صلاح و فلاح کا سامان ہے۔ شریعت کو چھوڑ کر کبھی کوئی مسلمان دونوں جہاں میں پنپ نہیں سکتا۔

جو لوگ ذرا ذرا سی باتوں پر اپنی بہنوں، بیٹیوں، پھوپھیوں، خالاؤں، ماموؤں، چچاؤں، بھتیجوں، بھانجوں وغیرہ سے یہ کہہ کر قطع تعلق کر لیتے ہیں کہ آج سے ہم تیرا رشتہ داروں نہیں اور تو بھی میرا رشتہ دار نہیں اور پھر سلام کلام، ملنا جلنا بند کر دیتے ہیں یہاں تک کہ رشتہ دار کی شادی و غمی کی تقریبات کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں۔ حد ہو گئی کہ بعض بے ادب اپنے قریبی رشتہ داروں کے جنازہ اور کفن و دفن میں بھی شریک نہیں ہوتے تو ان حدیثوں کی روشنی میں تم خود ہی فیصلہ کرو کہ یہ لوگ کتنے بڑے بدبخت حرماں نصیب اور گناہگار ہیں (توبہ، توبہ، نعوذ باللہ)

پڑوسیوں کے حقوق :۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے حدیثوں میں ہمسایوں اور پڑوسیوں کے بھی کچھ حقوق مقرر فرمائے ہیں جن کو ادا کرنا ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے لازم وضروری ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ یعنی قریبی اور دور والے پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ رکھو۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبریل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں حکم دیتے رہے، یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہونے لگا کہ شاید عنقریب پڑوسی کو اپنے پڑوسی کا وارث ٹھہرا دیں گے۔ (مشکوٰۃ ج 2ص 422 مجتبائی)

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایک دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وضو فرمارہے تھے تو صحابہ کرام آپ کے وضو کے دھوون کو لوٹ لوٹ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایسا کیوں کرتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ اللہ ورسول کی محبت کے جذبے میں یہ کر رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ و رسول سے محبت کرے یا اللہ ورسول اس سے محبت کریں اس کو لازم ہے کہ وہ ہمیشہ ہر بات میں سچ بولے اور اس کو جب کسی چیز کا امین بنایا جائے تو وہ امانت کو ادا کرے اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص کامل درجے کا مسلمان نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھالے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہ جائے۔

(مشکوٰۃ ج 2ص 424 مجتبائی)

بہرحال اپنے پڑوسیوں کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

1۔ اپنے پڑوسی کے دکھ سکھ میں ہمیشہ شریک رہے اور بوقت ضرورت اس کی ہر قسم کی امداد بھی کرتا رہے۔

2۔ اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری اور ان کی خیر خواہی اور بھلائی میں ہمیشہ لگا رہے۔

3- کچھ ہدیوں اور تحفوں کا بھی لین دین رکھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ جب تم لوگ شوربہ پکاؤ تو اس میں کچھ زیادہ پانی ڈال کر شوربے کو بڑھا لو تا کہ تم لوگ اس کے ذریعہ اپنے پڑوسیوں کی خبر گیری اور ان کی مدد کر سکو (مشکوٰۃ ج 1 ص 171 مجتبائی)

عام مسلمانوں کے حقوق:۔ جاننا چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں کے علاوہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان کے ہر مسلمان پر بھی کچھ حقوق ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ان کو ادا کرے۔ ان حقوق میں سے چند یہ ہیں۔

1- ملاقات کے وقت ہر مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو سلام کرے اور مرد مرد سے اور عورت عورت سے مصافحہ کرے تو یہ بہت ہی اچھا اور بہترین عمل ہے۔ مگر اس کا دھیان رہے کہ کافروں، مشرکوں اور مرتدوں، اسی طرح جوا کھیلنے اور شراب پینے اور اس قسم کے گناہوں میں مشغول رہنے والوں کو دیکھے تو ہرگز ہرگز ان لوگوں کو سلام نہ کرے، کیونکہ کسی کو سلام کرنا یہ اس کی تعظیم ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی فاسق کی تعظیم کرتا ہے تو غضب الٰہی سے عرش کانپ کر ہل جاتا ہے۔

2- مسلمانوں کے سلام کا جواب دے۔ یاد رکھو کہ سلام کرنا سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

3- مسلمان چھینک کر ''الحمد للہ'' کہے تو ''یرحمک اللہ'' کہہ کر اس کا جواب دے۔

4- کوئی مسلمان بیمار ہو جائے تو اس کی بیمار پرسی کرے۔

5- اپنی طاقت بھر ہر مسلمان کی خیر خواہی اور اس کی مدد کرے۔

6- مسلمانوں کی نماز جنازہ اور ان کے دفن میں شریک ہو۔

7- ہر مسلمان کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے اعزاز و اکرام کرے۔

8- کوئی مسلمان دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے۔

9- مسلمان کے عیبوں کی پردہ پوشی کرے اور ان کو اخلاص کے ساتھ ان عیبوں سے باز

رہنے کی نصیحت کرے۔

10-اگر کسی بات میں کسی مسلمان سے رنجش ہو جائے تو تین دن سے زیادہ اس سے سلام و کلام بند نہ رکھے۔

11- مسلمانوں میں جھگڑا ہو جائے تو صلح کرادے۔

12- کسی مسلمان کو جانی یا مالی نقصان نہ پہنچائے، نہ کسی مسلمان کی آبرو ریزی کرے۔

13 مسلمانوں کو اچھی باتوں کا حکم دیتا رہے اور بری باتوں سے منع کرتا رہے۔

14-ہر مسلمان کا تحفہ قبول کرے اور خود بھی اس کو کچھ تحفہ میں دیا کرے۔

15-اپنے سے بڑوں کا ادب و احترام، اور اپنے سے چھوٹوں پر رحم و شفقت کرتا رہے۔

16-مسلمانوں کی جائز سفارشوں کو قبول کرے۔

17-جو بات اپنے لئے پسند کرے وہی ہر مسلمان کے لئے پسند کرے۔

18-مسجدوں یا مجلسوں میں کسی مسلمان کو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔

19-راستہ بھولے ہوؤں کو سیدھا راستہ بتائے۔

20- کسی مسلمان کو لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا نہ کرے۔

21- کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے نہ اس پر بہتان لگائے۔

انسانی حقوق: بعض ایسے حقوق بھی ہیں جو ہر آدمی کے ہر آدمی پر ہیں، خواہ مخواہ وہ کافر ہو یا مسلمان نیکوکار ہو یا بدکار۔ ان حقوق میں سے چند یہ ہیں۔

1-بلا خطا ہرگز کسی انسان کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچائے۔

2-بلا کسی شرعی وجہ کے کسی انسان کے ساتھ بدزبانی و سخت کلامی نہ کرے۔

3- کسی مصیبت زدہ کو دیکھے یا کسی کو بھوک پیاس یا بیماری میں مبتلا پائے تو اس کی مدد کرے کھانا پانی دیدے، دوا علاج کردے۔

4-جن جن صورتوں میں شریعت نے سزاؤں یا لڑائیوں کی اجازت دی ہے ان صورتوں

میں خبردار خبردار حد سے زیادہ نہ بڑھے اور ہرگز ظلم نہ کرے۔ یہ شریعت اسلام کی مقدس تعلیم کی رو سے ہر انسان کا ہر انسان پر حق ہے جو انسانی حیثیت سے ایک دوسرے پر لازم ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ۔

اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ	یعنی رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم فرماتا ہے تم
اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ	لوگ زمین والوں پر رحم کرو، تو آسمان والا تم
یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ	لوگوں پر رحم فرمائے گا۔

(رواہ ابوداؤد) (مشکوٰۃ ج 2، 423 مجتبائی)

اور ایک دوسری حدیث میں رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ	یعنی تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے جو اس کی پرورش
الْخَلْقِ اِلَی اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ	کی محتاج ہے اور مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ
اِلٰی عِيَالِهٖ	کے نزدیک وہ پیارا ہے جو اللہ کی عیال یعنی اس کی
(مشکوٰۃ ج 2 ص 425 مجتبائی)	مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے

جانوروں کے حقوق :۔ اللہ تعالیٰ رحمٰن الرحیم اور ارحم الراحمین ہے اور اس کے پیارے رسول رحمۃ اللعالمین ہیں۔ اس لئے اسلام جو اللہ کا بھیجا ہوا اور رسول کا لایا ہوا دین ہے وہ رحمت والا دین ہے اس لئے اس دین میں جانوروں کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کا ادا کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ جانوروں کے چند حقوق یہ ہیں۔

1۔ جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے جب تک وہ ایذا نہ دیں بلا ضرورت ان کو قتل کرنا منع ہے۔

2۔ جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کو بھی بلا کھانے کے لئے نہ ہو بلکہ محض تفریح کے لئے بلا ضرورت قتل کرنا جیسا کہ بعض شکاری لوگ کھانے یا کوئی فائدہ اٹھانے کے لئے نہیں شکار کرتے بلکہ شکار کھیلتے ہیں یعنی محض کھیل کود کے طور پر جانوروں کا خون کرکے ان کو ضائع کر دیتے ہیں۔ یہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔

3- جو پالتو جانور کام کرتے ہیں ان کو گھاس چارہ اور پانی دینا فرض ہے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان سے کام لینا یا بھوکا پیاسا رکھنا اور بلاضرورت خصوصاً ان کے چہروں پر مارنا گناہ اور ناجائز ہے۔

4- پرندوں کے بچوں کو گھونسلوں سے نکال لینا یا پرندوں کو پنجروں میں بند کر دینا اور بلا ضرورت ان پرندوں کے ماں باپ اور جوڑے کو دکھ پہنچانا بہت بڑی بے رحمی اور ظلم ہے جو کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔

5 بعض لوگ کسی جاندار کو باندھ کر لٹکا دیتے ہیں اور اس پر غلیل یا بندوق سے نشانہ بازی کی مشق کرتے ہیں یہ بھی اعلیٰ درجے کی بے رحمی اور ظلم ہے جو ہر مسلمان کے لئے حرام ہے۔

6- جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا موذی ہونے کی وجہ سے قتل کرنا ہو تو مسلمان کے لئے لازم ہے کہ اس کو تیز ہتھیار سے بہت جلد ذبح یا قتل کر دے۔ کسی جانور کو تڑپا تڑپا کر یا بھوکا پیاسا رکھ کر مار ڈالنا یہ بھی بہت بڑی بے رحمی ہے جو ہرگز ہرگز اسلام میں جائز نہیں ہے۔

راستوں کے حقوق:۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ تم لوگ راستوں پر بیٹھنے سے بچو تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! راستوں میں بیٹھنے سے تو ہم لوگوں کے لئے کوئی چارہ ہی نہیں ہے کیونکہ ان راستوں ہی میں تو ہم لوگ بیٹھ کر بات چیت کیا کرتے ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ راستوں پر بیٹھو تو راستوں کا حق ادا کرتے رہو۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ راستوں کے حقوق کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ راستوں کے حقوق پانچ ہیں جو یہ ہیں۔

1- نگاہ نیچی رکھنی مطلب یہ ہے کہ راستہ چونکہ عام گزرگاہ ہوتا ہے اس لئے راستہ پر بیٹھنے والوں کو لازم ہے کہ نگاہیں نیچی رکھیں تاکہ غیر محرم عورتوں اور مسلمانوں کے عیوب مثلاً کوڑھی، سفید داغ والے یا لنگڑے لولے کو بار بار گھور گھور کر نہ دیکھیں جس سے ان لوگوں کی دل آزاری ہو۔

2- کسی مسافر یا راہ گیر کو ایذا نہ پہنچائیں۔ مطلب یہ ہے کہ راستوں میں اس طرح نہ بیٹھیں

کہ راستہ تنگ ہو جائے۔ یوں ہی راستہ چلنے والوں کا مذاق نہ اڑائیں نہ ان کی تحقیر اور عیب جوئی کریں نہ دوسری کسی قسم کی تکلیف پہنچائیں۔

3- ہر گزرنے والے کے سلام کا جواب دیتے رہیں۔

4- راستہ چلنے والوں کو اچھی باتیں بتاتے رہیں۔

5- خلاف شریعت اور بری باتوں سے لوگوں کو منع کرتے رہیں۔

(بخاری کتاب الاستیذان ص 920)

حقوق کو ادا کرو، یا معاف کرالو: ۔ اگر کسی کا تمہارے اوپر کوئی حق تھا اور تم اس کو کسی وجہ سے ادا نہیں کر سکتے تو اگر وہ حق ادا کرنے کے قابل کوئی چیز ہو مثلاً کسی کا تمہارے اوپر قرض رہ گیا تھا تو اس حق کو ادا کرنے کی تین صورتیں ہیں یا تو خود حق والے کو اس کا حق دے دو، یعنی جس سے قرض لیا تھا اسی کو قرض ادا کر دو یا اس سے قرض معاف کرالو اور اگر وہ شخص مر گیا ہو تو اس کے وارثوں کو اس کا حق یعنی قرض ادا کر دو اور اگر وہ حق ادا کرنے کی چیز نہ ہو بلکہ معاف کرانے کے قابل ہو مثلاً کسی کی غیبت کی ہو یا کسی پر تہمت لگائی ہو تو ضروری ہے کہ اس شخص سے اس کو معاف کرالو اور اگر کسی وجہ سے حق داروں سے نہ ان کے حقوق کو معاف کرا سکا نہ ادا کر سکا۔ مثلاً صاحبان حق مر چکے ہوں تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ بخشش کی دعا کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا رہے تو امید ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ صاحبان حق کو بہت زیادہ اجر وثواب دے کر اس بات کے لئے راضی کر دے گا کہ وہ اپنے حقوق کو معاف کر دیں۔

اور اگر تمہارا کوئی حق دوسروں پر ہو اور اس حق کے ملنے کی امید ہو تو نرمی کے ساتھ تقاضا کرتے رہو اور اگر وہ شخص مر گیا ہو تو بہتر یہی ہے کہ تم اپنے حق کو معاف کر دو۔ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے بدلے میں بہت بڑا اور بہت زیادہ اجر وثواب ملے گا۔ (اللہ تعالیٰ اعلم)۔

عام طور پر لوگ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوئی اہمیت نہیں سمجھتے حالانکہ بندوں کے حقوق کا معاملہ بہت ہی اہم، نہایت ہی سنگین اور بے حد خوف ناک ہے بلکہ ایک حیثیت سے دیکھا

جائے تو حقوق اللہ (اللہ کے حقوق) سے زیادہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) سخت ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ارحم الرحمین ہے۔ وہ اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں پر رحم فرما کر اپنے حقوق معاف فرمادے گا، مگر بندوں کے حقوق کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک نہیں معاف فرمائے گا جب تک بندے اپنے حقوق کو معاف نہ کردیں لہٰذا بندوں کے حقوق کو ادا کرنا یا معاف کرالینا بے حد ضروری ہے ورنہ قیامت میں بڑی مشکلوں کا سامنا ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ مفلس کون شخص ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ جس شخص کے پاس درہم اور دوسرے مال و سامان نہ ہوں وہی مفلس ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری امت میں اعلیٰ درجے کا مفلس وہ شخص ہے کہ وہ قیامت کے دن نماز و روزہ اور زکوٰۃ کی نیکیوں کو لے کر میدان حشر میں آئے گا، مگر اس کا یہ حال ہوگا کہ اس نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھالیا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا تو یہ سب حقوق والے اپنے اپنے حقوق کو طلب کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں میں سے تمام حقوق والوں کو ان کے حقوق کے برابر نیکیاں دلائے گا۔ اگر اس کی نیکیوں سے تمام حقوق والوں کے حقوق نہ ادا ہوسکے بلکہ نیکیاں ختم ہوگئیں اور حقوق باقی رہ گئے تو اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ تمام حقوق والوں کے گناہ اس کے سر پر لاد دو، چنانچہ سب حق والوں کے گناہوں کو یہ سر پر اٹھائے گا پھر جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو یہ شخص سب سے بڑا مفلس ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف ج 2 ص 435)

اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ یا تو حقوق کو ادا کرو یا معاف کرالو ورنہ قیامت کے دن حقوق والے تمہاری سب نیکیوں کو چھین لیں گے اور ان کے گناہوں کا بوجھ تم اپنے سر پر لے کر جہنم میں جاؤ گے۔ خدا کے لئے سوچو کہ تمہاری بیکسی و بے بسی اور مفلسی کا قیامت میں کیا حال ہوگا۔

❁

بیوہ عورتوں کا نکاح

مسلمانوں میں ہندوؤں کے میل جول سے جہاں بہت سی بیہودہ رسموں کا رواج اور چلن ہو گیا ہے ان میں سے ایک رسم یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کو برا اور عار سمجھتے ہیں اور خاص کر اپنے کو شریف کہلانے والے مسلمان اس بلا میں بہت زیادہ گرفتار ہیں حالانکہ شرعاً اور عقلاً جیسا پہلا نکاح ویسا دوسرا۔ ان دونوں میں فرق سمجھنا انتہائی حماقت اور بیوقوفی بلکہ شرمناک جہالت ہے۔ عورتوں کی ایسی بری عادت ہے کہ خود دوسرا نکاح کرنا یا دوسروں کو اس کی رغبت دلانا تو درکنار اگر کوئی اللہ کی بندی اللہ و رسول کے حکم کو اپنے سر اور آنکھوں پر لے کر دوسرا نکاح کر لیتی ہے تو وہ عمر بھر حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اور عورتیں بات بات پر اس کو طعنہ دے کر ذلیل کرتی ہیں۔ یاد رکھو کہ دوسرا نکاح کرنے والی عورتوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا اور نکاح ثانی کو برا جاننا یہ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ اس کو برا سمجھنے میں کفر کا خوف ہے کیونکہ شریعت کے کسی حکم کو عیب سمجھنا اور اس کے کرنے والے کو ذلیل جاننا کفر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بیبیاں تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی کنواری نہ تھیں۔ ایک ایک دو دو نکاح ان کے پہلے ہو چکے تھے تو کیا نعوذ باللہ کوئی ان امت کی ماؤں کو ذلیل یا برا کہہ سکتا ہے: توبہ، نعوذ باللہ!

بہر حال یاد رکھو کہ بیوہ عورتوں سے نکاح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی کسی چھوڑی ہوئی اور مردہ سنت کو زندہ اور جاری کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا لہٰذا مسلمان مردوں اور عورتوں پر واجب ہے کہ اس بیہودہ رسم کو دنیا سے مٹا دیں اور اللہ و رسول کی خوشنودی کے لئے بیوہ عورتوں کا نکاح ضرور کرا دیں اور ان بیچاری دکھیاری اللہ کی بندیوں کو بیکسی اور تباہی و بربادی سے بچا کر ایک سو شہیدوں کا ثواب حاصل کریں اور بیوہ عورتوں کو بھی لازم ہے کہ اللہ و رسول کے حکم کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھتے ہوئے بغیر کسی شرم اور

عار کے خوشی خوشی دوسرا نکاح کرلیں اور سو شہیدوں کے ثواب کی حقدار بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ:

وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَ اِمَائِکُمْ (سورہ نور)

اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق غلاموں اور کنیزوں کا۔

اور حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ

یعنی میری امت میں فساد پھیل جانے کے وقت جو شخص مضبوطی کے ساتھ میری سنت پر عمل کرے اس کو ایک سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔

اس حدیث کو امام بیہقی علیہ الرحمہ نے بھی ''کتاب الزہد'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص 30)

بوڑھی عورتوں کی خدمت

حدیث شریف میں ہے کہ بوڑھی عورتوں اور مسکینوں کی خدمت کرنے کا ثواب اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اور ساری رات عبادت میں مستعدی کے ساتھ کھڑے ہونے والے کو اور لگاتار روزہ رکھنے والے کو ثواب ملتا ہے۔

(مشکوٰۃ ج 2 ص 422 اصح المطابع)

لڑکیوں کی پرورش

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تین لڑکیوں کی اس طرح پرورش کرے کہ ان کو ادب سکھائے اور ان پر مہربانی کا برتاؤ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہ ارشاد نبوی سن کر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے تو ارشاد فرمایا کہ اس کے لئے بھی یہی اجر و ثواب ہے یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ اگر کوئی

شخص ایک ہی لڑکی کو پالے تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ اس کے لئے بھی یہی ثواب ہے۔
(مشکوۃ ج 2 ص 433 اصح المطابع)

ماں باپ کی خدمت

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سنا کہ وہاں کوئی شخص قرآن مجید کی قرأت کر رہا ہے۔ جب میں نے دریافت کیا کہ یہ قرأت کرنے والے کون ہیں تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ آپ کے صحابی حارثہ بن نعمان ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے میرے صحابیو! دیکھ لو یہ ہے نیکوکاری اور ایسا ہوتا ہے اچھے سلوک کا بدلہ۔ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے زیادہ بہترین سلوک اپنی ماں کے ساتھ کرتے تھے۔ (مشکوۃ ج 2 ص 419 اصح المطابع)

اور دوسری حدیث میں ہے کہ خدا کی خوشی باپ کی خوشی میں اور خدا کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

(مشکوۃ ج 2 ص 419)

بیٹیاں جہنم سے پردہ بنیں گی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت اپنی دو بیٹیوں کو لے کر بھیک مانگنے کے لئے آئی تو ایک کھجور کے سوا اس نے میرے پاس کچھ نہیں پایا۔ وہی ایک کھجور میں نے اس کو دے دی تو اس نے اس ایک کھجور کو اپنی دونوں بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود نہیں کھایا اور چلی گئی۔ اس کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مکان میں تشریف لائے اور میں نے اس واقعہ کا تذکرہ حضورؐ سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ان بیٹیوں کے ساتھ مبتلا کیا گیا اور اس نے ان بیٹیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ بیٹیاں اس کے لئے جہنم سے پردہ اور آڑ بن جائیں گی۔

(مشکوۃ ج 2 ص 421 اصح المطابع)

انسان کی تیس غلطیاں

(1) اس خیال میں ہمیشہ مگن رہنا کہ جوانی اور تندرستی ہمیشہ رہے گی۔ (2) مصیبتوں میں بے صبر بن کر چیخ پکار کرنا۔ (3) اپنی عقل کو سب سے بڑھ کر سمجھنا (4) دشمن کو حقیر سمجھنا (5) بیماری کو معمولی سمجھ کر شروع میں علاج نہ کرنا (6) اپنی رائے پر عمل کرنا اور دوسروں کے مشوروں کو ٹھکرا دینا (7) کسی بدکار کو بار بار آزما کر بھی اس کی چاپلوسی میں آ جانا (8) بیکاری میں خوش رہنا اور روزی کی تلاش نہ کرنا (9) اپنا راز کسی دوسرے کو بتا کر اسے پوشیدہ رکھنے کی تاکید کرنا (10) آمدنی سے زیادہ خرچ کرنا (11) لوگوں کی تکلیفوں میں شریک نہ ہونا اور ان سے امداد کی امید رکھنا (12) ایک دو ہی ملاقات میں کسی شخص کی نسبت کوئی اچھی یا بری رائے قائم کر لینا۔ (13) والدین کی خدمت نہ کرنا، اور اپنی اولاد سے خدمت کی امید رکھنا (14) کسی کام کو اس خیال سے ادھورا چھوڑ دینا کہ پھر کسی وقت مکمل کر لیا جائے گا (15) ہر شخص سے بدی کرنا اور لوگوں سے اپنے لئے نیکی کی توقع رکھنا (16) گمراہوں کی صحبت میں اٹھنا بیٹھنا (17) کوئی عمل صالح کی تلقین کرے تو اس پر دھیان نہ دینا (18) خود حرام و حلال کا خیال نہ کرنا (19) جھوٹی قسم کھا کر جھوٹ بول کر دھوکا دے کر اپنی تجارت کو فروغ دینا (20) علم دین اور دینداری کو عزت نہ سمجھنا (21) خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنا (22) فقیروں اور سائلوں کو اپنے دروازہ سے دھکا دے کر بھگا دینا (23) ضرورت سے زیادہ بات چیت کرنا (24) اپنے پڑوسیوں سے بگاڑ رکھنا (25) بادشاہوں اور امیروں کی دوستی پر اعتبار کرنا (26) خواہ مخواہ کسی کے گھریلو معاملات میں دخل دینا (27) بغیر سوچے سمجھے بات کرنا (28) تین دن سے زیادہ کسی کا مہمان بننا (29) اپنے گھر کا بھید دوسروں پر ظاہر کرنا (30) ہر شخص کے سامنے اپنے دکھ درد بیان کرنا۔

سلیقہ اور آرام کی چند باتیں

1-رات کو دروازہ بند کرتے وقت گھر کے اندر اچھی طرح دیکھ بھال لو کہ کوئی اجنبی یا کتا بلی اندر تو نہیں رہ گیا ہے۔ یہ عادت ڈال لینے سے انشاء اللہ تعالیٰ گھر میں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

2- گھر اور گھر کے تمام سامانوں کو صاف ستھرا رکھو اور ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھو

3-سب گھر والے آپس میں طے کر لیں کہ فلاں چیز فلاں جگہ رہے گی پھر سب گھر والے اس کے پابند ہو جائیں کہ جب اس چیز کو وہاں سے اٹھائیں تو استعمال کر کے پھر اسی جگہ رکھ دیں تاکہ ہر آدمی کو بغیر پوچھے اور بلا ڈھونڈے وہ مل جایا کرے اور ضرورت کے وقت تلاش کرنے کی حاجت نہ پڑے۔

4- گھر کے تمام برتنوں کو دھو مانجھ کر الماری یا طاق پر الٹا کر کے رکھ دو اور پھر دوبارہ اس برتن کو استعمال کرنا ہو تو پھر اس برتن کو دھوئے استعمال نہ کرو۔

5- کوئی جھوٹا برتن یا غذا یا دوا لگا ہوا برتن ہرگز نہ رکھ دیا کرو جھوٹے یا غذاؤں اور دواؤں سے آلودہ برتنوں میں جراثیم پیدا ہو کر طرح طرح کی بیماریوں کے پیدا ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔

6-اندھیرے میں بلا دیکھے ہوئے ہرگز نہ پانی پیو نہ کھانا کھاؤ۔

7- گھر یا آنگن کے راستہ میں چارپائی یا کرسی یا برتن یا کوئی سامان مت ڈال دیا کرو۔ ایسا کرنے سے بعض دفعہ روز کی عادت کے مطابق بے کھٹکے چلے آنے والے کو ٹھوکر ضرور لگتی ہے اور بعض مرتبہ تو سخت چوٹیں بھی لگ جاتی ہیں۔

8-صراحی کے منہ یا لوٹے کی ٹونٹی سے منہ لگا کر ہرگز کبھی پانی نہ پیو کیونکہ اولاً تو یہ خلاف تہذیب ہے۔ دوسرے یہ خطرہ ہے کہ صراحی یا ٹونٹی میں کوئی کیڑا مکوڑا چھپا ہو اور وہ پانی کے ساتھ پیٹ یا حلق میں چلا جائے۔

9-ہفتہ یا دس دنوں میں ایک دن گھر کی مکمل صفائی کے لئے مقرر کرلو کہ اس دن سب کام دھندا بند کر کے پورے مکان کی صفائی کر لیا کرو۔

10-دن رات بیٹھے رہنا یا پلنگ پر سوئے یا لیٹے رہنا تندرستی کے لئے بے حد نقصان دہ ہے۔ مردوں کو صاف اور کھلی ہوا میں کچھ چل پھر لینا اور عورتوں کو کچھ محنت کا کام ہاتھ سے کر لینا تندرستی کے لئے بہت ضروری ہے۔

11-جس جگہ چند آدمی بیٹھے ہوں اس جگہ بیٹھ کر نہ تھوکو نہ کھنکھار نکالو، نہ ناک صاف کرو کہ یہ خلاف تہذیب بھی ہے اور دوسروں کے لئے گھن پیدا کرنے والی چیز ہے۔

12-دامن یا آنچل یا آستین سے ناک صاف نہ کرو، نہ ہاتھ منہ ان چیزوں سے پونچھو کیونکہ یہ گندگی ہے اور تہذیب کے خلاف بھی۔

13-جوتی اور کپڑا یا بستر استعمال سے پہلے جھاڑ لیا کرو ممکن ہے کوئی موذی جانور بیٹھا ہو جو بے خبری میں تمہیں ڈس لے۔

14-چھوٹے بچوں کو کھلاتے کھلاتے کبھی ہرگز اچھال اچھال کر نہ کھلاؤ، خدانخواستہ ہاتھ سے چھوٹ جائے تو بچے کی جان خطرہ میں پڑ جائے گی۔

15-بیچ دروازہ میں نہ بیٹھا کرو سب آنے جانے والوں کو تکلیف ہوگی اور خود تم بھی تکلیف اٹھاؤ گے۔

16-اگر پوشیدہ جگہوں میں کسی کے پھوڑا پھنسی یا درد و ورم ہو تو اس سے یہ نہ پوچھو کہ کہاں ہے اس سے خواہ مخواہ اس کو شرمندگی ہوگی۔

17-پاخانہ یا غسل خانہ سے کمر بند یا تہبند یا ساڑھی باندھتے ہوئے باہر مت نکلو۔ بلکہ اندر ہی سے باندھ کر باہر نکلو۔

18-جب تم سے کوئی شخص کوئی بات پوچھے تو پہلے اس کا جواب دو پھر دوسرے کام

میں لگو۔

19-جو بات کسی سے کہو یا کسی کا جواب دو تو صاف صاف بولو اور اتنے زور سے بولو کہ سامنے والا اچھی طرح سن لے اور تمہاری باتوں کو سمجھ لے۔

20-زبان بند کر کے ہاتھ یا سر کے اشاروں سے کچھ کہنا یا کسی بات کا جواب دینا یہ خلاف تہذیب اور حماقت کی بات ہے۔

21-اگر کسی کے بارے میں کوئی پوشیدہ بات کسی سے کہنی ہو اور وہ شخص اس مجلس میں موجود ہو تو آنکھ یا ہاتھ سے بار بار اس کی طرف اشارہ مت کرو کہ ناحق اس شخص کو طرح طرح کے شبہات ہوں گے۔

22- کسی کو کوئی چیز دینی ہو تو اپنے ہاتھ سے اس کے ہاتھ میں دو یا برتن میں رکھ کر اس کے سامنے پیش کرو، دور سے پھینک کر کوئی چیز کسی کو مت دیا کرو۔ شاید اس کے ہاتھ میں نہ پہنچ سکے اور زمین پر گر کر ٹوٹ پھوٹ جائے تو خراب ہو جائے۔

23-اگر کسی کو پنکھا جھلو تو اس کا خیال رکھو کہ اس کے سر یا چہرہ یا بدن کے کسی حصہ میں پنکھا لگنے نہ پائے اور پنکھے کو اتنے زور سے بھی نہ جھلا کرو کہ تم خود یا دوسرے پریشان ہو جائیں۔

24- میلے کپڑے جو دھوبی کے یہاں جانے والے ہوں گھر میں ادھر ادھر زمین پر پڑا اور بکھرا نہ رہنے دو، بلکہ مکان کے کسی کونے میں لکڑی کا ایک معمولی بکس رکھ لو اور سب میلے کپڑوں کو اسی میں جمع کرتے رہو۔

25-اپنے اونی کپڑوں اور کتابوں کو کبھی کبھی دھوپ میں سکھالیا کرو تا کہ کیڑے مکوڑے کپڑوں اور کتابوں کو کاٹ کر خراب نہ کر سکیں۔

26-جہاں کوئی آدمی بیٹھا ہو وہاں گرد و غبار والی چیزوں کو نہ جھاڑو۔

27- کسی دکھ یا پریشانی یا غم اور بیماری وغیرہ کی خبروں کو ہرگز اس وقت تک نہیں کہنا چاہئے

جب تک اس کی خوب اچھی طرح تحقیق نہ ہو جائے۔

28- کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی مت رکھو ہمیشہ ڈھانک کر رکھا کرو اور مکھیوں کے بیٹھنے سے بچاؤ۔

29- دوڑ کر یا منہ اوپر اٹھا کر نہیں چلنا چاہیئے اس میں بہت سے خطرات ہیں۔

30- چلنے میں پاؤں پورا اٹھا کر اور پورا پاؤں زمین پر رکھ کر چلا کرو پنجوں یا ایڑھی کے بل چلنا یا پاؤں گھسیٹتے ہوئے چلنا یہ بدتہذیبی کے علاوہ خطرناک بھی ہے۔

31- کپڑا پہنے پہنے نہیں سینا چاہیئے۔

32- ہر کسی پر اطمینان مت کر لیا کرو جب تک کسی کو ہر طرح سے بار بار آزمانہ لو۔ اس کا اعتبار مت کر لیا کرو، خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں کوئی حاجن صاحب بنی ہوئی کعبہ کا غلاف لئے ہوئے کوئی تعویذ گنڈے، جھاڑ پھونک کرتی ہوئی گھروں میں گھستی پھرتی ہیں اور عورتوں کے مجمع میں بیٹھ کر اللہ و رسول کی باتیں کرتی ہیں۔ خبردار ان عورتوں کو ہرگز گھروں میں آنے ہی مت دو دروازے ہی سے واپس کر دو۔ ایسی عورتوں نے بہت سے گھروں کا صفایا کر ڈالا ہے۔ ان عورتوں میں بعض چوروں اور ڈاکوؤں کی مخبر بھی ہوا کرتی ہیں جو گھر کے اندر گھس کر سارا ماحول دیکھ لیتی ہیں پھر چوروں اور ڈاکوؤں کو ان کے گھروں کا حال بتا دیتی ہیں۔

33- جہاں تک ہو سکے کوئی سودا سامان ادھار مت منگایا کرو اور اگر مجبوری سے منگایا کرو اور اگر مجبوری سے منگانا ہی پڑ جائے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو اور جب روپیہ تمہارے پاس آ جائے تو فوراً ادا کر دو زبانی یاد پر بھروسہ مت کرو۔

34- جہاں تک ہو سکے خرچ چلانے میں بہت زیادہ کفایت سے کام لو اور روپیہ پیسہ بہت ہی انتظام سے اٹھاؤ بلکہ جتنا خرچ کے لئے تم کو ملے اس میں سے کچھ بچا لیا کرو۔

35- جو عورتیں بہت سے گھروں میں آیا جایا کرتی ہیں جیسے دھوبن نائن وغیرہ ان کے سامنے

ہرگز ہرگز اپنے گھر کے اختلاف اور جھگڑوں کو مت بیان کرو کیونکہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھروں میں کہتی پھرتی ہیں۔

36- کوئی مرد تمہارے دروازے پر آکر تمہارے شوہر کا دوست یا رشتہ دار ہونا ظاہر کرے تو ہرگز اس کو اپنے مکان کے اندر مت بلاؤ۔ نہ اس کا کوئی سامان اپنے گھر میں رکھو نہ اپنا کوئی قیمتی سامان اس کے سپرد کرو۔ ایک غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ اس کے لئے باہر بھیج دو جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے ہرگز اس پر بھروسہ مت کرو نہ گھر میں آنے دو۔ ایسے لوگوں نے بہت سے گھروں کو لوٹ لیا ہے اسی طرح اگر بے پہچانا ہوا آدمی گھر پر آکر یا سفر میں کوئی کھانے کی چیز دے تو ہرگز مت کھاؤ وہ لاکھ برا مانے پرواہ مت کرو۔ بہت سے سفید پوش ٹھگ نشہ والی یا زہریلی چیز کھلا کر گھر والوں یا مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔

37- محبت میں اپنے بچوں کو بلا بھوک کے کھانا مت کھلاؤ نہ اصرار کرکے زیادہ کھلاؤ کہ ان دونوں صورتوں میں بچے بیمار ہو جاتے ہیں جس کی تکلیف تم کو اور بچوں دونوں کو بھگتنی پڑتی ہے۔

38- بچوں کے لئے گرمی سردی کے کپڑوں کا خاص طور پر دھیان لازمی ہے۔ بچے سردی گرمی لگنے سے بیمار ہو جایا کرتے ہیں۔

39- بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرا دو اور کبھی کبھی پوچھا کرو تاکہ یاد رہے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدانخواستہ بچہ کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تیرے باپ کا کیا نام ہے؟ تیرے ماں باپ کون ہیں؟ تو اگر بچہ کو نام یاد ہوں گے تو بتا دے گا پھر کوئی نہ کوئی اس کو تمہارے پاس پہنچا دے گا یا تمہیں بلا کر بچہ تمہارے سپرد کر دے گا اور اگر بچے کو ماں باپ کا نام یاد نہ رہا تو بچہ یہی کہے گا کہ میں ابا یا اماں کا بچہ ہوں، کچھ خبر نہیں کہ کون ابا! کون اماں!

40- چھوٹے بچوں کو اکیلا چھوڑ کر گھر سے باہر نہ چلی جایا کرو۔ ایک عورت بچے کے آگے کھانا رکھ کر باہر چلی گئی بہت سے کوؤں نے بچے کے آگے کا کھانا چھین کر کھا لیا اور

چونچ مار مار کر بچے کی آنکھ بھی پھوڑ ڈالی۔ اسی طرح ایک بچے کو بلی نے اکیلا پا کر اس قدر نوچ ڈالا کہ بچہ مر گیا۔

41- کسی کو ٹھہرانے یا کھانا کھلانے پر بہت زیادہ اصرار مت کرو بعض مرتبہ اس میں مہمان کو الجھن یا تکلیف ہو جاتی ہے پھر سوچو کہ بھلا ایسی محبت سے کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور الزام ہو۔

42-وزن یا خطرہ والی کوئی چیز کسی آدمی کے اوپر سے اٹھا کر مت دیا کرو خدانخواستہ وہ چیز ہاتھ سے چھوٹ کر آدمی کے اوپر گر پڑی تو اس کا انجام کتنا خطرناک ہوگا؟

43- کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینی ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسہ سے مت مارو خدانخواستہ اگر کسی نازک جگہ چوٹ لگ جائے تو کتنی بڑی مصیبت سر پر آن پڑے گی۔

44-اگر تم کسی کے گھر مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکے ہو تو جاتے ہی گھر والوں سے کہہ دو کہ ہم کھانا کھا کر آئے ہیں، کیونکہ گھر والے لحاظ کی وجہ سے پوچھیں گے نہیں اور چپکے چپکے کھانا تیار کر لیں گے اور جب کھانا سامنے آ گیا تو تم نے کہہ دیا کہ ہم تو کھانا کھا کر آئے ہیں تو سوچو کہ اس وقت گھر والوں کو کتنا افسوس ہوگا۔

45-مکان میں اگر رقم یا زیور وغیرہ دفن کر رکھا ہے، تو اپنے گھروں میں سے جس پر بھروسہ ہو اس کو بتا دو ورنہ شاید تمہارا اچانک انتقال ہو جائے تو وہ زیور یا رقم ہمیشہ زمین ہی رہ جائے گی۔

46-مکان میں جلتا چراغ یا آگ چھوڑ کر باہر مت چلے جاؤ۔ چراغ اور آگ کو مکان سے نکلتے وقت بجھا دیا کرو۔

47-اتنا زیادہ مت کھاؤ کہ چورن کی جگہ بھی پیٹ میں باقی نہ رہ جائے۔

48-جہاں تک ممکن ہو رات کو مکان میں تنہا مت رہو خدا جانے رات میں کیا اتفاق پڑ جائے؟ لاچاری اور مجبوری کی تو اور بات ہے، مگر جہاں تک ہو سکے مکان میں رات کو اکیلے نہیں سونا چاہیے

49- اپنے ہنر پر ناز نہ کرو۔

50- برے وقت کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا اس لئے صرف خدا پر بھروسہ رکھو۔

کارآمد تدبیریں

1- پلنگ کی پائنتی میں اجوائن کی پوٹلیاں باندھنے سے اس پلنگ کے کھٹمل بھاگ جائیں گے۔

2- اگر مچھردانی میسر نہ ہو اور گرمیوں کے موسم میں مچھر زیادہ تنگ کریں تو بستر پر جا بجا تلسی کے پتے پھیلا دیں مچھر بھاگ جائیں گے۔

3- لکڑی میں کیل ٹھوکتے ہوئے لکڑی کے پھٹنے کا خطرہ ہو تو اس کیل کو پہلے صابون میں ٹھوکنے کے بعد لکڑی میں ٹھوکنا چاہیئے اس طرح لکڑی نہیں پھٹے گی۔

4- کاغذی لیموں کا رس اگر دن میں چند بار پی لیں تو ملیریا کا حملہ نہیں ہوگا۔

5- لو سے بچنے کے لئے تیز دھوپ میں سفر کرتے وقت جیب میں ایک پیاز رکھ لینا چاہیئے۔

6- ہیضہ کے حملہ سے بچنے کے لئے سرکہ، لیموں اور پیاز کا بکثرت استعمال کرنا چاہیئے۔

7- سبزیوں کو جلد گلانے اور آٹے میں خمیر جلد آنے کے لئے خربوزہ کے چھلکوں کو خوب سکھا لیں اور اس کو باریک پیس کر سفوف تیار کر لیں۔ پھر اسی سفوف کو سبزیوں میں جلد گلانے کے لئے ڈالیں اور آٹے میں خمیر جلد آنے کے لئے تھوڑا سفوف آٹے میں ڈال دیا کریں۔

8- روغن زیتون دانتوں پر ملنے سے مسوڑھے اور ہلتے ہوئے دانت مضبوط ہو جاتے ہیں۔

9- ہچکی آ رہی ہو تو لونگ کھا لینے سے بند ہو جاتی ہے۔

10- سر میں جوئیں پڑ گئی ہوں تو ست پودینہ صابون کے پانی میں حل کر کے سر میں ڈالیں اور سر کو خوب دھوئیں، دو تین مرتبہ ایسا کر لینے سے کل جوئیں مر جائیں گی۔

11- لیموں کی پھانک چہرہ پر کچھ دنوں ملنے اور پھر صابون سے دھو لینے سے چہرہ کے کیل مہاسے دور ہو جاتے ہیں۔

12- پیدل چلنے کی وجہ سے اگر پاؤں میں تھکن زیادہ معلوم ہو تو نمک ملے ہوئے گرم پانی

میں کچھ دیر پاؤں رکھ دینے سے تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔

13۔لیموں کو اگر بھوبھل میں گرم کر کے نچوڑیں تو عرق آسانی کے ساتھ دوگنا نکلے گا۔

14۔ آگ سے جل جائیں تو جلے ہوئے مقام پر فوراً روشنائی لگائیں یا چونہ کا پانی ڈالیں یا بروزہ کا تیل لگائیں یا شکر سفید پانی میں گھول کر لگائیں۔

❁❁❁